پرستان

حصہ دوم

جس میں پریوں کی نہایت دلچسپ کہانیاں جمع کی گئی ہیں

جسے

سید امتیاز علی صاحب تاج نے مرتب کیا

سنہ ۱۹۳۰ء

دارالاشاعت پنجاب لاہور

فہرست مضامین

سمندر کی سُنہری پری

کسی شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے۔ اور اُس کا ایک بہت خوبصورت باغ بھی تھا۔ اس باغ میں ایک سیب کا درخت تھا۔ اس درخت میں یہ خوبی تھی۔ کہ اس پر ہر سال ایک سونے کا سیب لگا کرتا تھا۔ بادشاہ اُس سیب کی حفاظت کے لئے بہت سے پہرے دار کھڑے کر دیا کرتا تھا۔ مگر جب وہ سیب بالکل پک جاتا تھا۔ تو کوئی بلا باہر سے آتی تھی۔ اور اسی سیب کو چُرا لے جاتی تھی۔ اور پہرے کے سپاہی کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ایک برس بادشاہ یہ دیکھ کر بہت تنگ ہُوا۔ اور اُس نے اپنے دو بڑے بیٹوں کو بُلا کر کہا۔

"میرے پیارے بیٹو۔ تم دونوں سفر کے واسطے تیار ہو جاؤ۔ میں تمہیں بہت سی دولت دیتا ہوں۔ اور جتنی فوج چاہو وہ بھی اپنے ساتھ لے لو۔

اور دونوں بھائی تمام دنیا میں جگہ جگہ پھر کر اس چور کو تلاش کرو۔ جو ہر سال ہمارے باغ میں سے سونے کا سیب چُرا لے جاتا ہے۔ اگر وہ چور تم کو مِل جائے۔ تو اُس کو پکڑ کر اپنے ساتھ لے آؤ۔ پھر جو سزا میں چاہوں گا اُسے دُوں گا"۔

جب دونوں شہزادوں نے یہ سُنا۔ تو وہ بہت خوش ہوئے۔ کیونکہ یہ تو وہ پہلے ہی سے چاہتے تھے۔ کہ تمام دُنیا کی سَیر کریں۔ وہ ایک دم سفر کے لئے تیار ہو گئے۔ اور اپنے ساتھ بہت سا سونا۔ چاندی اور بہت سی فوج لے کر باپ سے رُخصت ہوئے۔

جب چھوٹے شہزادے نے یہ دیکھا۔ تو وہ اپنے باپ کے پاس گیا اور کہنے لگا۔ کہ "ابا۔ مجھ کو بھی سفر کرنے کی اجازت دو۔ میں اس چور کا پتہ لگاؤں گا"۔ مگر بادشاہ نے اس کی ایک نہ سُنی۔ کیونکہ بادشاہ جانتا تھا۔ کہ چھوٹا بیٹا تمام گھر میں سب سے زیادہ شریر ہے۔ اگر یہ سفر کے لئے باہر جائے گا۔ تو اپنی شرارت سے تکلیف اُٹھائے گا۔ مگر چھوٹے شہزادے نے باپ کی اتنی مِنتیں کیں۔ کہ آخر بادشاہ اُس کو بھی سفر پر بھیجنے کے لئے راضی ہو گیا۔ اور بہت سا روپیہ اس کے بھی ساتھ کر دیا۔ لیکن اس کو اپنے اصطبل میں سے بہت نمبر گھوڑا دیا۔ کیونکہ چھوٹے شہزادے نے اچھا گھوڑا نہیں مانگا تھا۔ اس کے بعد چھوٹا شہزادہ بھی رخصت ہُوا۔

چھوٹے شہزادے کے راستے میں پہلے ایک بہت بڑا جنگل آتا تھا۔

جب شہزادہ اس جنگل کے درمیان میں پہنچا۔ تو وہاں اس کو ایک بھیڑیا دکھائی دیا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ بھیڑیا شہزادے کے پاس آگیا۔ تو شہزادے نے اس سے پوچھا "بھیڑیئے۔ تو بہت بھوکا معلوم ہوتا ہے" بھیڑیئے نے کہا "ہاں۔ مجھے سخت بھوک لگ رہی ہے + شہزادہ یہ سُنتے ہی اپنے گھوڑے سے اُتر پڑا۔ اور بھیڑیئے سے کہنے لگا۔ اگر تو بھوکا ہے۔ تو لے۔ یہ میرا گھوڑا حاضر ہے۔ اس کو کھا لے ؛

بھیڑیئے نے جب یہ سُنا۔ تو جھٹ گھوڑے کو کھانا شروع کر دیا۔ اور تھوڑی دیر میں سب کھا لیا۔ جب بھیڑیا کھا چکا۔ تو شہزادے نے اس سے کہا :-

شہزادہ۔ میرے دوست بھیڑیئے۔ تو نے میرا گھوڑا تو کھا لیا مگر ابھی مجھے بہت دُور جانا اور تمام دُنیا میں پھرنا ہے۔ میں اتنا سفر پیدل چل کر طے نہیں کر سکتا۔ اگر تو مجھے اپنی پیٹھ پر چڑھا لے۔ تو بہت اچھا ہو ؛

بھیڑیا۔ شہزادہ صاحب۔ آپ بڑی خوشی سے مجھ پر سوار ہو سکتے ہیں ؛

شہزادہ یہ سُن کر بھیڑیئے پر سوار ہوا۔ اور بھیڑیا چل پڑا۔ ابھی بہت دُور نہ گیا تھا۔ کہ بھیڑیا ٹھیر گیا۔ اور شہزادے سے کہنے لگا :-

بھیڑیا۔ شہزادہ صاحب۔ تو آپ پہلے مجھے یہ بتائیں۔ کہ آپ جانا کہاں چاہتے ہیں۔ اور کیوں ؟

شہزادے نے بھیڑیئے کو تمام قصّہ سُنایا۔ کہ میرے باپ کے باغ

میں سے ہر سال کوئی سونے کا سیب چُرا کر لے جاتا ہے۔ اور میرے دو بھائی بھی اس چور کی تلاش میں گئے ہوئے ہیں + جب شہزادہ اپنا تمام قصّہ ختم کر چکا تو بھیڑیئے نے جو کہ اصل میں ایک بڑا جادوگر تھا۔ جواب دیا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ میں تم کو وہ چور ڈھونڈ دوں گا۔ اور اس کے پکڑنے میں بھی تم کو مدد دوں گا۔ لو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں۔ کہ ایک اَور شہر میں ایک بڑا طاقتور بادشاہ حکومت کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک سونے کا پرندہ سونے کے پنجرے میں بند ہے۔ وہی پرندہ سیب کا چور ہے۔ وہ پرندہ اس قدر تیز اُڑتا ہے۔ کہ کوئی اسے پکڑ نہیں سکتا مگر تم کو یہ ضرور چاہیئے۔ کہ اس شہنشاہ کے محل میں رات کے وقت جاؤ۔ مگر اس بات کا ضرور خیال رہے۔ کہ جاتے یا آتے وقت دیوار سے تمہارا ہاتھ نہ لگے۔ اگر لگ جائے گا + تو تمام پہرے والے ایک دم جاگ اُٹھیں گے۔ اور تم کو پکڑ لیں گے۔ کیونکہ تمام دیواریں جادو کی ہیں"۔

یہ سُن کر شہزادے نے جواب دیا۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا۔ جب رات ہوئی۔ تو شہزادہ بھیڑیئے کے کہنے پر شہنشاہ کے محل میں داخل ہُوا + جب وہ پنجرے کے پاس پہنچا۔ تو بدقسمتی سے اس کا ہاتھ دیوار کو لگ گیا۔ اور تمام پہرے والے جاگ اُٹھے۔ اُنہوں نے پہلے تو شہزادے کو بہت مارا۔ اور پھر اُسے پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے گئے۔ شہنشاہ نے جب اُسے دیکھا۔ تو نوکروں کو حکم دیا۔ کہ رات تک تو اس چور کو اندھیرے

قید خانہ میں لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ کر قید کر دو۔ اور پھر صبح یہ چور قتل کر دیا جائے گا۔ چنانچہ ان آدمیوں نے شہزادے کو اندھیری کوٹھڑی میں قید کر دیا +

بھیڑیئے نے اپنے جادو سے معلوم کر لیا۔ کہ شہزادے پر بہت تکالیفیں گزر رہی ہیں۔ چنانچہ اس نے جادو کے زور سے انسان بن کر ایک بڑے افسر کا بھیس بدلا۔ اور بہت سے آدمی ساتھ لئے + جب صبح ہوئی۔ تو وہ اپنے آدمیوں کو ساتھ لے کر شہنشاہ کے دربار کی طرف روانہ ہؤا + جب دربار میں پہنچا۔ تو شہنشاہ خود اُٹھ کر اُس کو لینے کے لئے آیا۔ اور اس کے ساتھ بہت سی باتیں کرتا رہا + باتوں باتوں میں جادوگر افسر نے شہنشاہ سے کوئی ایسی بات کی۔ کہ شہنشاہ آپ ہی یہ کہنے لگا۔ کہ ایک چور آج رات میرے جادو کے سُنہری پرندے کو چرانے کے لئے محل میں داخل ہُوا۔ مگر پہرے والے بہت ہوشیار تھے۔ اس واسطے وہ چُرا نہ سکا۔ اور پہرے والوں نے اس کو جھٹ پکڑ لیا۔ اُس وقت سے وہ قید خانے میں موٹی موٹی زنجیروں سے جکڑا ہُوا پڑا ہے +

جادوگر افسر۔ جس شخص نے جادو کے پرندے کو چُرانے کی کوشش کی۔ وہ بہت ہی بہادر اور حوصلے والا چور ہوگا + وہ تو یہ کہئے۔ کہ آپ کے پہرے والے بہت ہوشیار تھے۔ اس لئے وہ چُرا نہ سکا۔ نہیں تو اُس نے کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔ میں ایسے چالاک شخص کو دیکھنا چاہتا ہوں +

شہنشاہ۔ آپ بہت خوشی کے ساتھ اس چور کو دیکھ سکتے ہیں ؛
جادوگر افسر اور شہنشاہ دونوں قید خانے کی طرف روانہ ہوئے+
جب وہاں پہنچے۔ تو جادوگر افسر نے شہنشاہ سے کہا :۔
جادوگر افسر۔ میں بہت دیر سے ایک بہادر اور طاقت ور چور کو تلاش
کر رہا تھا۔ مگر آج تو ایسا حوصلے والا اور بہادر چور دیکھا ہے۔ کہ کبھی میرے
خیال میں بھی نہیں آیا۔ یہ آپ نے بہت اچھا کیا۔ کہ اس کو لوہے کی
موٹی موٹی زنجیروں کے ساتھ باندھ کر قید کر دیا+ اگر آپ اس چور کو
میرے حوالے کر دیں۔ تو میں اس کو ایک ایسا مشکل کام بتاؤں گا۔
جس میں اُس کے مرنے کا ڈر ہے+ اگر اُس نے وہ کام کر دیا۔ تو اس
کا نتیجہ آپ کے واسطے بہت اچھا ہو گا۔ اور اگر نہ کیا۔ تو آپ پھر اس کو
اسی طرح لوہے کی زنجیروں سے باندھ کر قید کر دیجئے گا ؛
شہنشاہ۔ وہ کیا کام ہے ؟ مجھے بتا دیجئے۔ میں اسے اس کام کے
کرنے کا حکم دے دوں گا ؛
جادوگر افسر۔ آپ کی سلطنت سے کچھ دور ایک اَور سلطنت ہے۔
اس پر ایک بڑا زبردست بادشاہ راج کرتا ہے۔ اس کے پاس ایک
سونے کا گھوڑا ہے۔ اور اس گھوڑے کے اِرد گِرد بہت سے پہرے
لگے رہتے ہیں۔ آپ اِس چور کو حکم دیجئے۔ کہ وہ گھوڑا چُرا لائے ؛
شہنشاہ۔ آپ نے یہ صلاح مجھ کو بہت خوب دی۔ میں ابھی اس پر

عمل کرتا ہوں ؛

چنانچہ شہنشاہ نے نوکروں کو حکم دیا۔ کہ اس قیدی کو قیدخانے سے نکالو۔ اور لوہے کی زنجیریں بھی کھول دو + جب قیدی شہنشاہ کے پاس آیا۔ تو شہنشاہ نے اس کو یوں حکم دیا ؛

شہنشاہ۔ دیکھو۔ ہمارے ملک کے پاس ایک اَور ملک ہے۔ وہاں کے بادشاہ کے پاس سونے کا ایک گھوڑا ہے۔ وہ چُرا لاؤ۔ مگر یہ کام تم سے نہ ہو سکا۔ تو میں تمہاری جان نہ بخشوں گا ؛

شہزادہ یہ سُن کر بہت غمگین ہُوا۔ وہ اپنے دل میں سوچتا تھا۔ کہ میں اپنے باپ کی سلطنت سے کس خوشی کے ساتھ چلا تھا۔ اور اس وقت کیسی تکلیف میں پڑا ہُوا ہوں + وہ وہاں سے روتا اور چلّاتا ہُوا چل دیا۔ جب بہت دُور نکل گیا۔ تو اس کا دوست بھیڑیا اس کے آگے آکر بیٹھ گیا۔ اور یُوں کہنے لگا :۔

بھیڑیا۔ میرے پیارے شہزادے آپ اتنے غمگین کیوں ہو رہے ہیں؟ یہ تو سچ ہے۔ کہ آپ سونے کے پرندے کو چُرا نہ سکے مگر اب کے آپ سونے کا گھوڑا بڑی ہوشیاری کے ساتھ چُرائیے گا + چُراتے وقت ان باتوں کا ضرور خیال رہے۔ کہ جب آپ وہاں جائیں۔ تو آپ کا ہاتھ دیوار کو نہ لگے۔ اور جب آپ گھوڑے کو چُرا کر باہر لاتے ہوں۔ تو گھوڑا دیوار سے نہ چھوئے۔ اگر ان باتوں کا آپ نے خیال نہ

رکھا۔ تو پھر پہلے کی طرح آپ پکڑے جائیں گے ۰

یہ کہہ کر بھیڑیئے نے شہزادے کو اپنے اُوپر سوار کیا۔ اور کچھ دیر میں تمام سفر ختم کر لیا + آخر کار اس ملک میں پہنچے۔ جہاں کے شہنشاہ کے پاس سونے کا گھوڑا تھا + جب رات ہوئی۔ تو بھیڑیا اور شہزادہ دونوں اصطبل کی طرف روانہ ہوئے۔ کیونکہ وہاں سونے کا گھوڑا بندھا تھا + جب یہ دونوں اصطبل کے دروازے میں پہنچے۔ تو بھیڑیا وہاں ٹھیر گیا۔ اور شہزادے سے کہنے لگا:۔

بھیڑیا۔ پیارے شہزادے آپ ذرا یہاں ٹھیریں۔ اور میں اندر کا حال دیکھ آتا ہوں ۰

بھیڑیا اصطبل کے اندر گیا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد واپس آکر شہزادے سے کہنے لگا:۔

بھیڑیا۔ پیارے شہزادے میں اندر جا کر تمام باتیں دیکھ آیا ہوں۔ سونے کا گھوڑا بڑی حفاظت سے کھڑا ہے۔ مگر پہرے والے تمام سو رہے ہیں اگر آپ جاتی دفعہ دیوار کو ہاتھ نہ لگائیں گے۔ اور لاتی دفعہ گھوڑے کو دیوار سے چھونے نہ دیں گے۔ تو آپ اُسے بڑی آسانی سے چُرا لیں گے ۰

شہزادہ یہ سُن کر بہت آہستہ آہستہ اصطبل میں گیا۔ وہاں جا کر کیا دیکھتا ہے۔ کہ تمام پہرے والے سو رہے ہیں۔ وہ گھوڑے کے نزدیک پہنچا۔ مگر جب شہزادہ گھوڑے کو لانے لگا۔ تو گھوڑے کی دُم پر ایک "کتّے مکھی" بیٹھ

گئی۔ گھوڑے نے مکھی کو اُڑانے کے لئے اپنی دُم ہلائی۔ تو دُم اتفاق سے دیوار کو لگ گئی ٭

پس پھر کیا تھا۔ تمام پہرے والے اُٹھ کھڑے ہوئے۔ شہزادے کو پکڑ لیا۔ اور گھوڑے کی چابکوں سے خوب مارا + پھر انہوں نے شہزادے کو لوہے کی موٹی موٹی زنجیروں سے باندھ کر قید خانے میں قید کر دیا + جب صبح ہوئی۔ تو پہرے والے آدمی شہزادے کو پکڑ کر شہنشاہ کے پاس لے گئے۔ اس شہنشاہ نے بھی شہزادے کے ساتھ وہی برتاؤ کیا۔ جو سُنہری پرندے والے شہنشاہ نے کیا تھا۔ اس نے بھی حکم دے دیا۔ کہ فلانے دن شہزادہ قتل کیا جائے گا۔ پھر نوکروں سے کہا۔ کہ اس کو قید خانہ میں انہیں زنجیروں سے بندھا رہنے دو ٭

جب بھیڑیئے کو پتہ لگا۔ کہ شہزادہ پھر قید ہو گیا ہے۔ تو اُس نے پھر جادو سے اپنے آپ کو ایک بڑا بھاری بادشاہ بنایا + اس دفعہ پہلے سے بھی زیادہ آدمی اپنے ساتھ لئے۔ پھر اس شہنشاہ کے دربار میں گیا۔ وہاں جا کر شہنشاہ سے مِلا + جادوگر بادشاہ نے اور شہنشاہ نے مِل کر کھانا کھایا۔ جب کھانا کھا چکے۔ تو جادوگر بادشاہ نے پھر چوروں کی بات شروع کی۔ اور شہنشاہ سے کہا۔ کہ مجھ کو پتہ لگا ہے۔ کوئی چور رات کو آپ کے ہاں سونے کا گھوڑا چُرانے آیا تھا۔ اور وہ پکڑا گیا ہے۔ مَیں اس چور کو دیکھنا چاہتا ہوں۔ جو اتنا بہادر اور حوصلے والا شخص

ہے ؟" شہنشاہ نے جواب دیا۔ " آپ بڑی خوشی سے اس چور کو دیکھ سکتے ہیں "
پھر یہ دونوں قید خانے میں گئے۔ اور وہاں جا کر جادوگر بادشاہ نے شہنشاہ سے کچھ ایسی باتیں کیں۔ جن پر شہنشاہ نے اپنے نوکروں کو حکم دیا۔ کہ اس چور کو چھوڑ دو۔ اس کی زنجیریں بھی اُتار دو۔ اور میرے پاس لاؤ۔

تھوڑی دیر کے بعد جب شہزادہ قید خانے میں سے چھٹ کر شہنشاہ کے پاس آیا۔ تو شہنشاہ نے اس سے کہا۔ " میں تمہاری جان تب بخشوں گا۔ اگر تم تین دن کے اندر اندر سمندر کی سنہری پری کو پکڑ کر یہاں لے آؤ گے "

شہزادہ یہ سُن کر وہاں سے چل دیا۔ مگر دل میں یہ کہتا جاتا تھا۔ کہ میں ایسا مشکل کام کیسے کر لوں گا۔ سمندر کی سنہری پری کو کیسے پکڑ لوں گا۔ جب شہزادہ بہت دُور چلا گیا۔ تو اُس کا دوست بھیڑیا پھر اس کو آن ملا۔

اگرچہ شہزادے کو قید سے بھیڑیئے ہی نے چھڑایا تھا۔ اور وہ اس کا حال اچھی طرح جانتا تھا۔ لیکن وہ یہ نہ چاہتا تھا۔ کہ شہزادے کو ان باتوں کا پتہ چلے۔ چنانچہ اس نے شہزادے سے پوچھا۔ " پیارے کہو جب تم گھوڑا چرا لے گئے تھے۔ تو کیا کیا بات پیش آئی ؟" شہزادے نے بھیڑیئے کو اپنی تمام تکلیفیں سنائیں۔ اور کہا۔ کہ " اب مجھے تین دن کے اندر سمندر کی سنہری پری لانے کا حکم ہوا ہے "

جب شہزادہ اپنی تمام باتیں کر چکا۔ تو بھیڑیئے نے شہزادے سے کہا۔
بھیڑیا۔ پیارے شہزادے۔ میں نے آپ کو دو دفعہ قید خانے میں سے چھڑایا ہے۔ اگر آپ اس آخری دفعہ میرے کہنے پر چلیں گے۔ تو مجھے اُمید ہے۔ کہ آپ سمندر کی سُنہری پری کو ضرور پکڑ لائیں گے۔
چنانچہ شہزادہ پھر بھیڑیئے پر سوار ہُوا۔ اور آخر وہ دونوں سمندر کے کنارے پر پہنچے + وہاں پہنچ کر بھیڑیا کچھ دیر تک سمندر کی لہریں دیکھتا رہا۔ پھر شہزادے سے یوں کہنے لگا!۔
بھیڑیا۔ پیارے شہزادے میں اب کشتی بنتا ہوں۔ اس کشتی میں آپ ہی آپ ریشمی کپڑے اور بہت سی قیمتی ریشمی چیزیں آجائیں گی + تم میرے اُوپر چڑھ جانا۔ اور میری دُم کو پکڑے رکھنا + جب کشتی سمندر کے درمیان میں پہنچے گی۔ تو تمہیں سامنے سمندر کی سُنہری پری دکھائی دے گی۔ وہ تم کو اپنے پاس بلائے گی۔ مگر تم اُس کی ایک نہ سُننا۔ پھر وہ تم سے کہے گی۔ کہ "میں ریشمی کپڑے خریدنا چاہتی ہوں۔ میرے پاس آؤ۔ مگر تم اُس سے کہنا۔ کہ خریدنے والا بیچنے والے کے پاس جاتا ہے۔ بیچنے والا خریدنے والے کے پاس نہیں جایا کرتا۔ اور پھر آپ کشتی کا رُخ خشکی کی طرف کر لینا + وہ بھی کشتی کے پیچھے پیچھے آئے گی۔ جب خشکی آجائے تو کشتی کو ٹھیرا لینا۔ پھر وہ پری کشتی کے اُوپر ریشمی کپڑے پسند کرنے کے لئے آبیٹھے گی + جب پری بیٹھ جائے۔ تو پھر تم اس کو پکڑ لینا ؛

شہزادے نے اقرار کیا۔ کہ میں ایسا ہی کروں گا + چنانچہ بھیڑیا کشتی بن گیا۔ اس کشتی میں آپ ہی آپ ریشمی کپڑے آ گئے۔ شہزادہ بھی کشتی پر بیٹھ گیا۔ دم کو بھی پکڑے رکھا + جب کشتی سمندر کے درمیان میں پہنچی۔ تو سمندر کی سنہری پری شہزادے کو پکارنے لگی۔ کہ "تم یہاں آؤ۔ اور مجھ کو کپڑے مول دے جاؤ" + شہزادے نے ایک نہ سنی۔ اور اونچی آواز سے کہا۔ "کہ خریدنے والا بیچنے والے کے پاس جاتا ہے۔ بیچنے والا خریدنے والے کے پاس نہیں جایا کرتا" + پھر شہزادے نے کشتی کا رُخ خشکی کی طرف کر لیا۔ جب پری نے یہ دیکھا۔ تو کشتی کے پیچھے پیچھے تیرنے لگی۔ جب کشتی خشکی پر کھڑی ہو گئی۔ تو پری کشتی کے ارد گرد تیرنے لگی۔ اور آخر کشتی پر آ کر بیٹھ گئی + جب شہزادے نے پری کو دیکھا۔ تو اس نے ایک دم اس کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا + پری نے کہا "تم مجھے اتنا زور سے پکڑتے کیوں ہو۔ میں تو اب عمر بھر تمہارے ہی پاس رہوں گی"

کشتی سے بدل کر پھر بھیڑیا اصلی شکل میں آ گیا۔ پری اسے دیکھ کر بڑی ڈری۔ اور دوڑ کر شہزادے سے لپٹ گئی + وہ تینوں تھوڑی دیر وہاں ٹھیرے۔ پھر شہزادہ اور پری دونوں اُس بھیڑیئے کے اُوپر سوار ہوئے اور اس سلطنت میں پہنچے۔ جس کے پاس سونے کا گھوڑا تھا + جب یہ تینوں محل کے دروازے پر پہنچے۔ تو شہزادہ ایک دم کود پڑا۔ پھر سمندری پری کو بھی پکڑ کر اُتارا + جب پہرے والوں نے ان تینوں کو دیکھا۔ تو وہ

سب راستے سے ہٹ گئے۔ اور یہ تینوں شاہی محل میں داخل ہوئے۔
شہنشاہ پھر ان کو لینے کے لئے آیا۔ اور جب اس کو شہزادے سے پتہ لگا
کہ اُس نے سمندر کی سنہری پری کو کیسے پکڑا ہے۔ تو وہ سمجھ گیا۔ کہ پری کسی
جادو کے طریقے سے پکڑی گئی ہے + پھر شہنشاہ نے شہزادے سے یوں کہا:-
شہنشاہ۔ میرے پیارے دوست۔ میں نے آپ کو جتنی تکلیفیں دی
ہیں۔ آپ مجھ کو معاف کریں۔ میں آپ کی خوشی کے ساتھ یہ سونے کا گھوڑا
تحفے کے طور پر دیتا ہوں۔ آپ اس کو قبول فرمائیں۔ میں یہ نہیں جانتا تھا
کہ آپ ایسے بہادر ہیں۔ کیونکہ آج تک جتنے آدمی اس پری کو پکڑنے کے
واسطے گئے تھے۔ وہ واپس نہیں آئے تھے۔ آپ تو ایسے بہادر شخص نکلے
کہ میں تعریف نہیں کر سکتا +
جب یہ تمام باتیں ہو چکیں۔ تو ان سب نے اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھانا
شروع کیا۔ کھانا کھاتے کھاتے شہزادہ نے پھر اپنی سب مصیبتیں تمام
آدمیوں کو سنائیں۔ وہ تمام سُن کر حیران رہ گئے + جب کھانا ختم ہوا۔ تو
شہزادہ شہنشاہ سے رخصت ہوا۔ کیونکہ اُس کا جی اپنی سلطنت میں جانے
کو بہت چاہتا تھا + اس نے سمندر کی پری کو سونے کے گھوڑے پر بیٹھا
دیا۔ آپ اس کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اور بھیڑئیے کو ساتھ لے کر وہاں سے
روانہ ہوا + چلتے چلتے وہ اس سلطنت میں پہنچے۔ جس کے شہنشاہ کے پاس
سونے کا پرندہ تھا۔ جب یہ اُس کے محل میں پہنچے۔ تو شہنشاہ ان کے پاس

آیا۔ اور اس نے سونے کا پرندہ تحفے کے طور پر شہزادے کو دے کر کہا:۔

شہنشاہ۔ پیارے دوست۔ مَیں نے جتنی تکلیفیں آپ کو دی ہیں آپ مجھے معاف فرمائیں۔ کیونکہ مجھ کو یہ خبر نہ تھی۔ کہ اصل میں آپ ایسے بہادر اور حوصلے والے شخص ہیں ؛

پھر شہنشاہ اور سب نے مل کر کھانا کھایا۔ جب کھا چکے۔ تو شہزادہ شہنشاہ سے رخصت ہوا۔ پری کو گھوڑے کے اُوپر چڑھایا۔ آپ اُس کے پیچھے سونے کے پرندے کو پکڑ کر بیٹھ گیا۔ اور بھیڑیئے کو ساتھ لے کر پھر وہاں سے روانہ ہوا ؛

جب شہزادہ اس جنگل میں پہنچا۔ جہاں اُس کو اُس کا دوست بھیڑیا ملا تھا۔ تو بھیڑیا وہاں ٹھیر گیا۔ اور شہزادے سے یوں کہنے لگا ؛

بھیڑیا۔ میرے پیارے دوست شہزادے اب ضروری ہے۔ کہ میں آپ سے جُدا ہو جاؤں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ کہ ہم خوشی سے جدا ہو رہے ہیں۔ اور اپنے مطلب میں کامیاب ہو چکے ہیں ؛

شہزادہ یہ سُن کر بہت غمگین ہوا۔ اور بھیڑیئے کی منّت سماجت کرنے لگا۔ کہ میرا جی چاہتا ہے۔ ہم دونوں ساری عمر اکٹھے رہیں + مگر بھیڑیئے نے نہ مانا۔ شہزادے کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا:۔

بھیڑیا۔ میرے پیارے شہزادے جب کوئی تکلیف آپ پر آئے گی۔ تو میں آپ کی ضرور مدد کروں گا۔ اور اس مصیبت کو دُور کر دُوں گا ؛

شہزادے سے بھیڑیئے کے یہ آخری لفظ نہ سُنے گئے۔ اور وہ زار زار رونے لگا۔ مگر پری نے شہزادہ کی ڈھارس بندھائی اور تسلّی دی۔ پھر شہزادہ وہاں سے چل دیا۔

اس شہزادے کی تمام خبریں اس کے باپ کو پہلے ہی پہنچ چکی تھیں اور اس کو یہ بھی پتہ لگ گیا تھا۔ کہ چھوٹا شہزادہ اپنے ساتھ سونے کا گھوڑا سمندر کی سنہری پری اور سونے کا پرندہ لا رہا ہے۔ اُس کے دو بڑے بھائی واپس آ گئے تھے۔ اور دونوں اپنے چھوٹے بھائی سے جلتے تھے۔ کہ اُس کی قسمت ایسی اچھی ہے۔ کہ یہ ہمارے سونے کے سبب کا چور سونے کا پرندہ سونے کا گھوڑا اور سمندر کی سنہری پری اپنے ساتھ لا رہا ہے۔ اس واسطے وہ چاہتے تھے۔ کہ اپنے چھوٹے بھائی کو یہاں آنے سے پہلے ہی مار ڈالیں۔ سو وہ دونوں راستے کے جنگل میں چھپ گئے۔ جہاں وہ چھپے ہوئے تھے۔ وہاں سے جو شہزادہ گزرا۔ تو اُس کے دونوں بڑے بھائی ایک دم اس پہ آن پڑے۔ اور چھوٹے بھائی کو مار ڈالا۔ پھر اُنہوں نے سونے کا پرندہ لیا۔ اور چلے گئے۔

بیچاری پری کئی ہفتے تک شہزادے کی لاش پر روتی پیٹتی رہی۔ مگر ایک دن اتفاق سے اچانک اُدھر بھیڑیا آ نکلا۔ اور پری سے یوں کہنے لگا بھیڑیا۔ اے شہزادے کی پیاری پری۔ اس تمام جنگل میں جتنے پھول اور پتے ہیں۔ وہ اکٹھے کر لے۔ اور ان سے شہزادے کے جسم کو

ڈھانپ دے ۔

پری نے شہزادے کو پتوں سے ڈھانپ دیا۔ بھیڑیئے نے شہزادے پر جاکر سانس لیا۔ تو شہزادہ ایسا دکھائی دینے لگا۔ جیسے سو رہا ہے۔ پھر بھیڑیئے نے پری سے کہا۔ کہ "اگر تو چاہے تو شہزادے کو جگا سکتی ہے" پری یہ سن کر شہزادے سے لپٹ گئی۔ اور اس کے ماتھے کو چوما۔ شہزادہ جاگ اٹھا۔ اور جب اس نے یہ سنا۔ کہ سونے کا گھوڑا اور پرندہ اس کے دو بڑے بھائی لے کر دوڑ گئے۔ تو وہ بہت غمگین ہوا۔ مگر پھر اس نے اپنے دل میں کہا۔ کہ شکر ہے۔ ابھی میری پیاری پری تو میرے پاس ہے ۔

بھیڑیئے نے شہزادے کو اور پری کو اپنے اوپر سوار کیا۔ اور شہزادے کی سلطنت میں پہنچا۔ جب یہ تینوں شاہی محل میں پہنچے۔ تو شہزادے کا باپ دوڑا دوڑا آیا۔ اور اپنے بیٹے سے لپٹ گیا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا تھا۔ کہ شاید وہ مر گیا ہوگا۔ چھوٹے شہزادے نے پھر اپنے دونوں بھائیوں کے حالات بتائے۔ یہ سنتے ہی بادشاہ کو بڑا غصہ آیا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو بلایا۔ جب وہ دونوں باپ کے پاس آئے۔ تو باپ نے دونوں سے پوچھا۔ کہ "تم نے اپنے چھوٹے بھائی کو کیوں مارا؟"

دونوں شہزادے۔ جناب ہم نے صرف سونے کا گھوڑا اور سونے کا پرندہ لینے کے لئے اپنے چھوٹے بھائی کو مارا تھا ۔

باپ کو یہ سن کر اتنا غصہ آیا۔ کہ ان دونوں بیٹوں کو دیس نکالا دے

دیا۔ اور پھر اُس پری اور چھوٹے شہزادے کی آپس میں شادی کرادی جب شادی ہو چکی تو شہزادہ سب سے رُخصت ہُوا۔ اور یہ دونوں آپس میں بڑی خوشی سے زندگی بسر کرتے رہے ۔

اس سال کے بعد پھر کبھی سونے کا سیب گم نہیں ہُوا ۔ پری نے بتایا کہ وہ سیب میرے حکم سے چرایا جاتا تھا ۔ جب میں ہی یہاں آ گئی ۔ تو اب کوئی سیب نہ چرائے گا ۔

میرے ننھے بچّو ۔ اگر آپ سچّے دل سے کسی چیز کو حاصل کرنے کا پکّا ارادہ کریں گے ۔ جیسا کہ چھوٹے شہزادے نے کیا تھا ۔ تو آپ اس کام میں ضرور کامیاب ہو جائیں گے ۔ اگر آپ کسی شخص کے ساتھ نیکی کریں گے ۔ تو وہ شخص بھی آپ کے ساتھ نیکی کرے گا ۔ اس چھوٹے شہزادے نے بھیڑیئے کے ساتھ نیکی کی ۔ پھر اُس کے بدلے میں بھیڑیا بھی اس کو تکلیفوں سے بچاتا رہا ۔ اور اُس کے ساتھ نیکی کرتا رہا ۔

بکاولی کا پھُول

ہندوستان کے بیچوں بیچ ایک سلسلہ بندھیاچل پہاڑ کا ہے ۔ اس میں ایک مقام امرکنٹک کے نام سے مشہور ہے ۔ جو ریاست ریوان میں

جنوب کی طرف واقع ہے + وہاں ایک بڑا خطرناک جنگل ہے۔ جس میں خوفناک درندے مثلاً شیر اور تیندوے کثرت سے ہیں۔ انسان کا وہاں گزر ممکن نہیں + اسی جنگل میں ایک دلدل ہے۔ جس میں ہزاروں قسم کے کیڑے پھرتے ہیں۔ جونکیں گلہری کے برابر ہوتی ہیں۔ اور وہاں کے مینڈک کچھوے سے کم نہیں ہوتے + اس خوفناک جنگل میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جو ہندوستان کے اصلی باشندے تھے۔ اور آریا قوم کے آنے سے پہلے یہاں بستے تھے + یہ لوگ گونڈ کہلاتے ہیں۔ یہ بالکل وحشی ہیں۔ جنگلوں میں بستے اور جنگلی میووں سے ہی اپنا پیٹ بھرتے ہیں ؛

پہلے زمانے میں اسی علاقے پر ایک راجہ حکومت کرتا تھا۔ اس کا نام کرنجوس تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ ایک کا نام شاستر جوگ اور دوسرے کا نام میکل جوگ تھا + جب راجہ کرنجوس بوڑھا ہوا۔ تو اسے ڈر ہوا کہ اس کے مرنے کے بعد تخت کے لئے بیٹوں میں لڑائی فساد نہ ہو۔ اس لئے اس نے اپنی زندگی ہی میں اپنے ملک کو دونوں میں بانٹ دیا + آباد علاقہ شاستر جوگ کو دیا۔ اور پہاڑی علاقہ میکل جوگ کو + چونکہ پہاڑی علاقہ آباد نہ تھا۔ اور جنگلوں سے پٹا پڑا تھا۔ اس لئے میکل جوگ کو رنج ہوا۔ کہ میرے حصے میں ایسا برا ملک آیا۔ اور بھائی کو ایسا اچھا زرخیز علاقہ ملا لیکن اس نے باپ کا حکم جان کر اس کو منظور کیا۔ صرف اتنی درخواست کی۔ کہ مجھے کنڈا کھڑک جو حضور کا وزیر ہے۔ دے دیا جائے + یہ وزیر بڑا

عقل مند تھا۔ اور اس نے بہت سے علم پڑھے تھے۔ لوگوں کا خیال تھا کہ اسے جادو بھی آتے ہیں۔

بادشاہ نے یہ درخواست خوشی سے منظور کر لی۔ اور اپنا وزیر کنڈا کھڑک میکل جوگ کو دے دیا۔ میکل جوگ اور کنڈا کھڑک دونو اپنے آدمیوں کے ساتھ اس پہاڑی علاقے میں پہنچے۔ وہاں کوئی رہنے کی جگہ نہیں تھی۔ اس لئے ان دونوں نے سب سے پہلے اپنا دارالخلافہ بنانے کا کام شروع کیا۔

کنڈا کھڑک نے اپنے غلاموں کو حکم دیا۔ کہ دارالخلافہ کے لئے کوئی بہت عمدہ مقام تلاش کرو۔ غلام عمدہ جگہ تلاش کرنے کے لئے ٹولیوں میں تقسیم ہو کر جُدا جُدا طرفوں کو چل دیئے۔ کچھ عرصے کے بعد واپس آئے۔ اور اپنا اپنا حال سُنانے لگے۔

چند غلاموں نے کہا۔ کہ ہم امرکنٹک پر پہنچے۔ یہ مقام چاروں طرف سے اَور بہت سے اُونچے اُونچے پہاڑوں سے گھرا ہُوا ہے۔ اور اِس کے بیچ میں ایک بہت بڑی خوفناک دلدل ہے۔

راجہ نے جب اس جگہ کا حال سُنا۔ تو اُسے بہت پسند کیا۔ اور وہاں ہی قلعہ بنانے کا حکم دیا۔ چنانچہ قلعہ کے سامان ہونے لگے۔ اور تھوڑے عرصے میں ہی وہ عمارت بن کر تیار ہو گئی۔ قلعہ تیار ہونے کے بعد میکل جوگ اپنی فوج سمیت وہاں رہنے لگا۔

کچھ مدّت کے بعد مبکل جوگ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی اُس کا نام نربدال رکھا گیا + اسی زمانے میں وزیر اعظم کنڈا کھڑک کے ہاں بھی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اس کا نام اس نے جبالہ یعنی چودھویں رات کا چاند رکھا + وزیر کی ایک اور بیٹی بھی تھی۔ اس کا نام شامی لپو رکھا + جب یہ کچھ بڑی ہوئیں۔ تو یہ دونوں اور شاہزادی آپس میں سہیلیاں بن گئیں۔ اور ایک دوسرے سے محبت کرنے لگیں ؛

نربدال کو بچپن سے ہی سبزہ۔ پھل۔ پھول وغیرہ کا بہت شوق تھا۔ اس نے اپنے باپ سے اجازت لے کر دلدل کے باہر ایک بہت عمدہ باغ لگایا۔ جگہ جگہ سے پھل پھولوں کے درخت منگوائے۔ اور قرینے سے تمام باغ میں لگوائے۔ پہاڑوں میں سے نہریں کاٹ کر منگوائیں اس باغ کے بیچوں بیچ ایک عمدہ بڑا حوض بنوایا۔ اور باغ کو ایسا خوب صورت سجایا۔ کہ جو دیکھتا تھا۔ خوش ہو جاتا تھا ؛

کہتے ہیں۔ کہ سون بھدر ایک فقیر تھا۔ اس نے جو نربدال کی اتنی تعریف سُنی۔ تو اس کو اس سے بیاہ کا شوق پیدا ہوا + سون بھدر کسی طرح پہاڑوں اور دلدلوں کو پار کر کے نربدال کے باغ تک پہنچ گیا + بعضوں کا خیال ہے۔ کہ وہ جادوگر تھا۔ اور جادو کے زور سے وہاں تک پہنچا تھا ؛

سون بھدر نے نربدال کو دیکھا۔ اور جب اُسے معلوم ہُوا۔ کہ اسے پھولوں کا بہت شوق ہے۔ تو ایک دن شہزادی کی خدمت میں حاضر

وہ جھوٹ نہیں بول سکتی۔ ہاں شاید اس کے باپ نے اسے مجبور کیا ہوگا
مگر کیا وہ انکار نہیں کر سکتی تھی؟ ضرور۔ کر سکتی تھی۔ پس اے خدا۔ اس بے
وفا عورت کو تو پانی بنا کر بہا دے۔ اے خدا! میں تیرے سامنے گڑگڑاتا
ہوں۔ تو میری دعا کو قبول کر۔ یہ کہہ کر اس نے زور سے ایک آہ بھری
اور نربدال فوراً پانی ہو کر بہہ نکلی۔ اور وہ خوب صورت ندی بن گئی جسے
آج نربدا کہتے ہیں۔ وہ آج بھی عجب بے چینی کے ساتھ پہاڑوں سے
سر ٹپکتی ہوئی سمندر میں جا پڑتی ہے۔

جب نربدال پانی ہو کر بہہ گئی۔ تو سون بھدر کو بھی اپنی زندگی تلخ
معلوم ہونے لگی۔ اس نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ اور ایک سرد آہ بھری
تھوڑی دیر میں سون بھدر فقیر بھی سون ندی بن گیا۔ اور آج تک سانپ
کی طرح پیچ کھاتا ہوا نربدا سے کوسوں دور گنگا کے دامن کو چوم رہا ہے۔
اب تک یہ قلعہ گل بکاولی کے قلعے کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے
گرد اب تک دلدل موجود ہے۔ اس کی سطح پر لمبی لمبی گھاس اُگ آئی
ہے۔ اور یہاں بہت قسم کے پھول پیدا ہوتے ہیں۔ جن کی خوشبو سے
آدمی کا دماغ دور ہی سے مہک جاتا ہے۔ اور بے اختیار جی چاہتا ہے
کہ وہاں کی سیر کیا کرے۔

بکاولی کا قلعہ دلدل کے کنارے سے دس بارہ کوس کے قریب
دور ہے۔ دن کے وقت وہاں پر دھواں اور رات کو آگ معلوم ہوتی ہے

دلدل میں اب تک بہت بڑے بڑے سانپ۔ بچھو اور چھپکلیاں موجود ہیں ۔

ایک دفعہ ممالک متوسط کے چیف مسٹر نے ارادہ کیا تھا۔ کہ کسی طرح اس قلعے تک پہنچ کر وہاں کی عجیب عجیب چیزیں دیکھی جائیں۔ چنانچہ انہوں نے بہت سے ہاتھی جمع کیے۔ اور سیکڑوں درخت کٹوا کر وہاں ڈلوا دیئے + جوں ہی ہاتھی دلدل میں داخل ہوئے۔ سانپ بچھو چھپکلیاں اُنہیں لپٹنے لگیں۔ بہت مشکل سے ایک دو کوس گئے ہوں گے ۔ کہ ہاتھی آدھے آدھے دلدل میں دھنسنے لگے۔ مجبور ہو کر سب کو وہاں سے لوٹنا پڑا + غرض اب تک یہ عجیب قلعہ ایک خوفناک طلسم ہے۔ انسان دلدل کے کنارے پر جاتا ہے۔ اور خدا کی قدرت کو یاد کرتا ہے ۔

پنکھیا شہزادے کی کہانی

ایک بادشاہ کے سات بیٹیاں تھیں۔ ایک دن بادشاہ نے اپنی اُن سب لڑکیوں سے پوچھا۔ کہ بیٹیو۔ تم کس کی قسمت کا کھاتی ہو؟ چھ لڑکیوں نے تو یہ جواب دیا کہ "ہم آپ کی قسمت کا کھاتے ہیں"۔ ساتویں بیٹی سب سے چھوٹی تھی۔ اس نے کہا "میں تو کسی کی قسمت کا نہیں

کھاتی - اپنی قسمت کا کھاتی ہوں ۔

بادشاہ اس شہزادی سے ناراض ہوگیا - اور حکم دیا - کہ اس کو اسی
وقت پالکی میں بٹھا کے جنگل بیابان میں چھوڑ آؤ - دیکھتے ہیں یہ اپنی قسمت
کا کیسے کھاتی ہے ۔ بادشاہ کے سپاہی اُسے پالکی میں سوار کر جنگل میں
چھوڑ آئے ۔ ددا اصیل نے شہزادی کو پالا تھا - وہ ساتھ گئی - تھوڑی دیر
کے بعد شہزادی کو پیاس لگی ۔ شہزادی نے ددا سے کہا - کہ ددا کہیں
سے پانی لاؤ - ددا بولی یہاں جنگل میں پانی کہاں ملے گا ۔ شہزادی بولی
باہر نکل کر دیکھو - کوئی گاؤں یا فقیر کی جھونپڑی نظر آئے - تو تھوڑا پانی
لے آؤ ۔

ددا پالکی سے نکل کر تھوڑی دور گئی - تو ایک ٹیلے کی اوٹ میں دروازہ
دکھائی دیا ۔ دروازے کے پاس جالی دار طاق تھا - اس میں ایک کنجی
رکھی تھی ۔ ددا نے ڈرتے ڈرتے قفل کھولا - اور اندر گئی - تو کیا دیکھتی ہے
کہ ایک عالی شان محل ہے - اور بہت عمدہ طرح سے سجا ہوا ہے - باغ
لگا ہوا - فوارے چھوٹ رہے ہیں - کورے کورے مٹکے دھرے ہیں - ان
پر چاندی سونے کے گلاس رکھے ہوئے ہیں ۔ غرض بہت آرائش اور
نمائش کی چیزوں سے محل سجا ہوا ہے ۔ ددا گلاس میں وہاں سے پانی
لائی - اور محل کا سارا حال شہزادی سے بیان کیا ۔

شہزادی نے کہا - آؤ وہیں چل کر رہیں ۔ ددا نے کہا - مکان کا مالک

آجائے گا۔ تو پھر کیا ہو گا؟
شہزادی نے کہا" ہم اپنی مصیبت کا حال بیان کر دیں گے۔ شاید وہ ہم پر رحم کھائے" دَدَا نے کہا" تو چلو"
دَدَا اور شہزادی محل میں گئے۔ رات بھر وہ ڈر کے مارے ایک کمرے میں بند ہو کر سوئے۔ پر آرام کی نیند نہ آئی + رات بھر دونوں ڈرتی رہیں۔ کہ کوئی آکر مار نہ ڈالے + یہ دونوں اس محل میں کئی روز رہیں دن کو دَدَا اور شہزادی محل کو دیکھتی پھرتیں۔ اور رات کو ایک کمرے میں سو جاتیں
ایک دن شہزادی نے دیکھا۔ کہ کمرے کی الماری میں دو خوبصورت پنکھیاں رکھی ہیں + شہزادی نے کہا" دیکھنا دَدَا کیسی خوب صورت پنکھیاں ہیں + یہ کہا اور ایک پنکھیا اُٹھا کر جھلی + پنکھیا کا جھلنا تھا۔ کہ محل کے صحن میں پرستان کے شہزادے کا ایک تخت آتا ہوا دکھائی دیا + دَدَا نے ڈر کر جھٹ کواڑ بند کر لئے
شہزادے نے پوچھا۔ تم کون ہو؟ دَدَا نے شہزادی کی مصیبت کا حال بیان کیا + شہزادے نے کہا" اچھا تم یہیں رہو" پھر دوسری پنکھیا پھرانے سے شہزادہ چلا گیا۔ اس نے اپنا نام پنکھیا شہزادہ بتایا۔ اور یہ کہہ گیا۔ کہ جب تمہیں کسی کام کی ضرورت ہو۔ تو مجھے بُلا لیا کرنا
جب کئی روز اسی طرح گزر گئے۔ تو شہزادی کی بہنوں نے آپس

میں کہا نہ معلوم چھوٹی بہن کس حال میں ہوگی + ایک نوکر کو حکم دیا۔ کہ جس جگہ شہزادی کی پالکی رکھی گئی تھی۔ تم وہاں جا کر دریافت کرو۔ کہ شہزادی کہاں ہے ؛

وہ نوکر تمام جنگل میں ڈھونڈتا رہا۔ آخر کار اس کو محل کا دروازہ نظر آیا اور وہ اس میں داخل ہوا + دَدا کسی کام کو ادھر سے گذری۔ تو نوکر پر نظر پڑی + دَدا نے پاس آکر اس سے پوچھا۔ کہ تم کس لئے یہاں آئے ہو؟ اس نوکر نے بتایا۔ کہ مجھے شہزادی کی بہنوں نے شہزادی کے ڈھونڈنے کے لئے بھیجا ہے + دَدا نے شہزادی سے کہا۔ کہ تمہاری بہنوں نے تمہاری تلاش کے لئے ایک نوکر بھیجا ہے۔ اگر تم کہو۔ تو اس سے کہہ دوں۔ کہ تمہاری بہنیں تم سے آن کر مل جائیں + شہزادی نے منظور کیا + دَدا نے جا کر نوکر سے اسی طرح کہہ دیا ؛

نوکر نے واپس جا کر کہا۔ کہ شہزادی تو ایک بڑے عالی شان محل میں رہتی ہے۔ اور بڑے آرام سے زندگی بسر کرتی ہے۔ تمہارے محل سے دُگنا اس کا محل ہے + اس کی بہنیں یہ سُن کر بہت جلیں اور خیال کیا۔ کہ کسی طرح بادشاہ سے چھپ کر شہزادی سے ملنا چاہئے ؛

اُس دن سے شہزادی کی بہنیں اس تلاش میں رہتی تھیں۔ کہ کسی طرح بادشاہ سے چھپ کر وہاں جائیں۔ اور پھر دیکھیں۔ کہ یہ بات جو نوکر نے کہی ہے۔ غلط ہے یا صحیح ؛

اب شہزادہ کا حال سنو + ایک دن شہزادے نے دَدا سے کہا- کہ تم شہزادی سے کہو- کہ مجھ سے بیاہ کرلے + دَدا نے شہزادی سے کہا + وہ رضامند ہوگئی- اور دونوں کی شادی ہوگئی- اور وہ خوش رہنے لگے ۰

اتنے عرصے میں شہزادی کی بہنوں کو بھی شہزادی سے ملنے کا موقع ہاتھ لگا + ان کا باپ بادشاہ کہیں شکار کے لئے تین چار دن کو گیا + یہ سب شہزادیاں پنکھیا شہزادے کے محل میں آئیں + اس وقت شہزادہ اپنے باپ کے ملک میں گیا ہوا تھا- اور شام کو آنا تھا + شہزادی اپنے محل کو صاف کروا کر آپ صاف کپڑے پہن کر بیٹھی تھی- کہ اس کی بہنیں آموجود ہوئیں + شہزادی ان سے بہت محبت سے ملی- اور اُن کی خوب خاطر تواضع کی + شہزادی نے کہا- کہ آج شام کو تمہارے بہنوئی آئیں گے + یہ سب کہنے لگیں- کہ واہ تم نے تو اُن کا بستر بھی صاف نہیں کیا + لاؤ ہم سب اپنے بھائی کا بستر جھاڑ دیں + یہ کہہ کر اُٹھیں- اور بستر صاف کرتے وقت چادر کے نیچے لوہے کی کرچیں اور شیشے کے مہین ٹکڑے بچھا دیئے- جو وہ اپنے ساتھ گھر سے لائی تھیں- اور اُوپر چادر بچھادی- اور پھر واپس اپنے شہر چلی گئیں ۰

شہزادی نے پنکھی جھلی- شہزادہ آیا- اور اپنے پلنگ پر بیٹھ گیا + جب اس کے شیشے وغیرہ چبھے اور زخم پڑنے لگے- تو بولا جلدی دوسری پنکھی جھلو- جلدی کرو + شہزادی نے گھبرا کر دوسری پنکھی جھلی + شہزادہ واپس

چلا گیا ٭

کئی دن بعد شہزادی نے پنکھی جھلی۔ لیکن شہزادہ نہ آیا۔ پھر کئی دن بعد پنکھی جھلی۔ مگر جب بھی شہزادہ نہ آیا + تب وہ گھبرائی۔ اور دَدَا سے کہنے لگی۔ دَدَا اب میں شہزادے کے ملک میں جاتی ہوں۔ کیونکہ بہت دن سے شہزادہ نہیں آیا + دَدَا نے بھی اجازت دی ٭

شہزادی بھیس بدل کر۔ اور جوگیوں کا سا مردانہ لباس پہن کر نکلی۔ اور کئی جنگل طے کئے + ایک دن وہ تھک کر ایک درخت کے نیچے سو گئی۔ جب آنکھ کھُلی تو کیا دیکھتی ہے۔ دو چکور بیٹھے ہیں۔ اور آپس میں کہتے ہیں "ارے بھائی ہمارے بادشاہ کا بیٹا بہت دن سے بیمار ہے۔ اور کوئی حکیم ڈاکٹر اُس کے اچھے ہونے کی اُمید نہیں بتاتے۔ لیکن اگر ہماری بیٹ کو بیس کر گھی میں ملا کر پہلے نیم کے پانی سے زخم دھو کر لگا دیں۔ تو ضرور آرام ہو جاوے" ٭

شہزادی نے یہ سب ان کی باتیں سُنیں + اس نے جلدی سے بہت ساری بیٹیں سمیٹیں۔ اور شہزادے کا محل ڈھونڈتے ڈھونڈتے مل گیا + اب شہزادی نے ایک دربان سے کہا "کیا تمہارے شہزادے کی طبیعت خراب ہے؟" اُس نے کہا "ہاں" + یہ کہنے لگی۔ کہ ہم اچھا کر دیں گے۔ اگر ہمیں اندر جانے دو + دوسرا دربان بولا "ارے تو کیا باتیں کر رہا ہے اتنے بڑے بڑے حکیم ڈاکٹروں سے تو آرام اب تک ہُوا نہیں۔ اس سے

ہو جائے گا! جا جا پرے ہٹ "۔

دوسرا دربان بولا" ارے بھئی کیا حبر ہے۔ جو اس کے علاج سے آرام ہو جائے "۔ ان میں سے ایک دربان نے اندر بادشاہ کو خبر کی۔ کہ ایک وید آیا ہے۔ کہتا ہے۔ میں شہزادے کا علاج کروں گا۔ ضرور فائدہ ہوگا۔

بادشاہ نے کہا۔ اچھا بُلا لاؤ۔ دربان دوڑا ہوا گیا۔ اور شہزادی کو بُلا لایا۔ اور بادشاہ کی خدمت میں حاضر کیا۔ بادشاہ نے سارا حال سُنایا۔ اور اس کو علاج پر مقرر کیا۔ شہزادی نے پہلے نیم کے پانی سے زخم دھوئے پھر وہی بٹیں شہزادہ سے چھُپ کر پیس کر زخم پر لگائیں۔ تھوڑے دنوں بعد شہزادے کو آرام ہونا شروع ہوا۔ یہاں تک کہ بالکل تندرست ہوگیا۔

ایک دن شہزادی نے کہا۔ کہ اب مجھ کو رخصت کی اجازت ملے۔ میں جاتا ہوں۔ شہزادے نے اور بادشاہ نے اُس کو بہت کچھ انعام دیا۔ لیکن شہزادی نے کچھ نہ لیا۔ صرف ایک شہزادے کی انگوٹھی اور ایک رومال لے لیا۔ باقی سب کچھ واپس کر دیا۔ بہتیرا بادشاہ اور شہزادے نے کہا۔ لیکن اس نے نہ مانا۔ اور واپس اپنے محل میں آ گئی۔

محل میں آ کر نہائی۔ اور زنانے کپڑے سفید پہنے۔ پھر پنکھی اُٹھائی۔ اور جھلی۔ شہزادہ آ گیا۔ اُس نے شہزادی کو اپنی بیماری کا سارا حال سُنایا۔

شہزادی۔ وہ کون وید تھا؟ جس نے تم کو اچھا کر دیا؟ اس کو آپ نے کیا انعام دیا؟

شہزادہ - میں نے اس کو بہت کچھ انعام دینا چاہا - لیکن اُس نے کچھ نہیں لیا - صرف ایک انگوٹھی اور میرا رومال لیا + تم نے تو اُلٹ کر میری خبر تک نہ لی !

شہزادی کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے + اپنے وہی مردانے کپڑے اور شہزادے کی دی ہوئی انگوٹھی اور رومال سامنے رکھ دیا + شہزادہ تعجب میں رہ گیا + پھر شہزادی نے سارا قصّہ سُنایا - کہ یہ کرتوت اس کی بہنوں کی تھی +

مدّت کے بعد ایک دن شہزادی کا باپ بھٹکا ہُوا گرمی کے وقت میں اس محل کے نیچے آگیا - اور دربان سے پانی طلب کیا - اُوپر جھروکوں میں سے شہزادی دیکھ رہی تھی + اُس نے جھٹ ایک خوبصورت سونے کے گلاس میں پانی بھیجا - اور اپنے باپ کو اندر بُلایا + جب باپ اندر آیا تو شہزادی بادشاہ کے پاؤں پر گر پڑی - اور زار و قطار رونے لگی - اور کہنے لگی - کہ ابّا جان دیکھئے - کیا میں نے جھوٹ کہا - کہ میں اپنی قسمت کا کھاتی ہوں +

بادشاہ نے اُٹھا کر گلے لگایا - اور کہا کہ میرے محل میں چلو - لیکن شہزادی نے عذر کیا - اور بادشاہ کے ساتھ نہ گئی + اپنے گھر میں خوش رہنے لگی +

ایک عجیب ستار

دو چھوٹے بھائی بہن دنیا میں یوں ہی بے ٹھکانے پھرتے رہتے تھے
ان کا نہ کوئی گھر تھا۔ نہ رشتہ دار۔ ماں باپ مر چکے تھے۔ اور وہ دونوں ستار
بجا کر اور گا کر۔ روٹی کماتے تھے + بہن گایا کرتی اور بھائی ستار بجایا کرتا تھا
لوگ خوش ہو کر پیسہ دو پیسہ دے جایا کرتے تھے + ان پیسوں سے یہ
دونوں بچے روٹی مول لے کر کھا لیا کرتے تھے۔ اور رات کے وقت شہر
کے باہر یا کسی باغ میں جا کر سنسان درخت کے نیچے سو جاتے تھے +
ایک دن یہ دونوں بھائی بہن پھرتے پھراتے ایک بڑے شہر میں آئے
جہاں بادشاہ رہتا تھا + یہ سڑکوں میں ایسی خوبی سے ستار بجاتے اور گاتے
پھرتے تھے۔ کہ لوگ کھڑکیاں کھول کر ان کو پیسے دیتے تھے۔ اسی شہر کے
کچھ شریر لڑکوں نے چند پیسے ان کے ستار پر اس زور سے پھینکے۔ کہ
ان کے تار ٹوٹ گئے + دونوں بھائی بہن رونے لگے۔ کہ اب ہم کیا کریں گے
اور کہاں سے کھائیں گے + نہ تو ہمارے پاس دوسرا ستار ہی ہے۔ نہ اتنے
پیسے ہی ہیں۔ کہ اور ستار خرید سکیں + خیر دونوں نے ٹوٹا ہوا ستار اٹھا لیا اور
اداس ہو کر شہر کے باہر نکل گئے + راستے میں ایک پہاڑی تھی۔ اس پر چڑھنے
لگے + تھوڑی ہی دور چل کر تھک گئے۔ تو ایک جگہ غمگین صورتیں بنائے بیٹھ گئے +

پاس ہی ایک چھوٹی سی ندی بہہ رہی تھی۔ دونوں نے پانی پیا۔ اور باتیں کرنے لگے + لڑکے نے کہا" کاش کوئی جادو کی پری ہوتی۔ جو مجھ کو ایک ایسا ستار بنا دیتی۔ کہ میں روز اچھے سے اچھا گیت سُنا سکتا اور وہ گیت میری بہن کو خودبخود یاد ہو جاتا۔ اور جو اُسے سُنتا۔ وہ ناچنے لگ جاتا۔ اور ہم پر ہر طرف سے روپے اور اشرفیوں کی بوچھاڑ ہونے لگتی + پھر تو ہم بہت سے روپے کما لیتے۔ اور بڑے دولت مند ہو جاتے ÷

لڑکی نے جواب دیا" ایسا ستار دنیا میں کہاں مل سکتا ہے؟ لڑکی ابھی یہ کہہ رہی تھی۔ کہ ندی میں سے ایک نہایت خوبصورت پری نکلی۔ اور کہنے لگی + میں اس ندی کی پری ہوں۔ میں تمہاری خواہش پوری کرتی ہوں تم دونوں رات بھر خوب سوؤ۔ صبح تمہیں ایسا ستار مل جائے گا۔ مگر ایک بات ہے۔ اگر تم نے کبھی غرور کیا۔ تو اس ستار کے سب تار آپ ہی آپ ٹوٹ جائیں گے"۔

اس وقت چاند نکل رہا تھا۔ اور تارے آسمان پر جگمگا رہے تھے۔ انہوں نے وعدہ کیا۔ کہ ہم کبھی غرور نہیں کریں گے + یہ سُن کر پری غائب ہو گئی۔ اور یہ دونوں وہیں سو رہے + صبح اُٹھ کر اُنھوں نے اپنے ستار کو دیکھا۔ تو وہ سچ مچ بالکل درست اور نیا ہو گیا تھا + دونوں بہت خوش ہوئے۔ ستار اُٹھایا اور شہر کی طرف چل دیئے۔ ایک چوک میں پہنچ کر ستار بجانے اور اپنی قسمت آزمانے لگے + بس پھر کیا تھا۔ سب لوگ ناچنے لگے + اور ان بچوں پر روپوں اشرفیوں کی بوچھاڑ ہونے لگی۔ لڑکی گاتی بھی جاتی تھی۔ اور ساتھ ہی ساتھ

روپے اور اشرفیاں اکٹھی کرکے اپنی جیبوں میں ڈالتی جاتی تھی ٭

شام کے وقت دونوں بھائی بہن نان بائی کی دُکان پر گئے۔ اور اسے ایک اشرفی دے کر روٹیاں مانگیں۔ نان بائی دُکان کے اندر روٹی لینے گیا۔ تو اُس نے اپنی بیوی سے کہا۔ کہ دیکھو یہ بچے روٹی خریدنے آئے ہیں۔ اور انہوں نے ایک اشرفی دی ہے ٭ نان بائی کی بیوی نے کہا کہ انہوں نے اشرفیاں کہیں سے چُرائی ہوں گی ٭

یہ بات سُن کر لڑکے کو غصہ آگیا۔ اس نے ستار بجانا شروع کیا۔ اور لڑکی گانے لگی۔ بس نان بائی اور اس کی بیوی دونوں ناچنے لگے۔ نان بائی کی بیوی بہت موٹی تھی۔ تھک کر ہانپنے لگی۔ اور اس نے اپنی صندوقچی کھول کر سب اشرفیاں اور روپے پھینک دیئے۔ اور دونوں ہاتھ جوڑ کر چلّانے لگے۔ خدا کے لئے اپنا ستار بند کرو۔ ہم تم کو سب روٹیاں دے دیں گے۔ مگر مہربانی کرکے ہمارا پیچھا چھوڑو ٭ یہ سُن کر لڑکے نے ستار بند کردیا۔ اور دونوں بھائی بہنوں نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا ٭

دوسرے دن اُنہوں نے پھر اُسی طرح ستار بجانا شروع کیا۔ تھوڑے عرصے میں چاروں طرف آدمی اکٹھے ہو کر ناچنے لگے۔ آگے آگے یہ دونوں ستار بجاتے اور گاتے ہوئے چل رہے تھے۔ اور پیچھے پیچھے تمام شہر والے دھما دھم ناچتے کودتے گرتے پڑتے آرہے تھے ٭ یہاں تک کہ سب بادشاہ کے محل کے پاس پہنچ گئے ٭

بادشاہ نے کھڑکی میں سے دیکھ کر کہا۔ کہ یہ کیا ہے۔ محل کے چاروں طرف آدمی ناچ رہے ہیں۔ پہرے دار کہاں ہیں؟ دیکھا۔ تو پہرے کے سپاہی بھی ناچ رہے تھے+ اتنے میں بھائی بہن ستار بجاتے اور گاتے عین محل کے نیچے پہنچ گئے۔ ستار کی آواز بادشاہ کے کان میں پڑی۔ تو وہ بھی ناچنے لگا+ بادشاہ کو ناچتے دیکھ کر لڑکے نے ستار بند کر دی۔ اور سب تھکے ہارے لوگ محل کے اردگرد سستانے بیٹھ گئے۔

بادشاہ نے دونوں بچوں کو نوکر رکھ لیا۔ اور ان کی تنخواہ مقرر کر دی+ دونوں مزے سے رہنے سہنے لگے۔

جب کبھی بادشاہ کسی سے ناراض ہو جاتا۔ تو اس کو لڑکے کے ستار سے خوب نچواتا۔ یہاں تک کہ وہ بادشاہ کا ہر حکم ماننے کے لئے سر جھکا دیتا+ سب اس لڑکے سے ڈرتے۔ اور اس کا حکم مانتے تھے+ لڑکی کی شادی بادشاہ کے لڑکے سے ہو چکی تھی۔ اس لئے اُن کی عزّت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ ہر وقت اپنی تعریفیں سُن سُن کر لڑکے کے دل میں غرور کا اثر ہوتا جاتا تھا۔

دو ایک وزیروں نے بادشاہ سے اس لڑکے کی چغلیاں کھا کھا کر بادشاہ کا دل اس سے پھیر دیا۔ آخر بادشاہ نے لڑکے کو بُلا کر کہا "کہ تم اب اپنے گھر چلے جاؤ" لڑکے نے کچھ جواب نہ دیا۔ لیکن ستار بجانے لگا۔ اور بادشاہ کو خوب نچایا۔ آخر تنگ آکر بادشاہ نے وعدہ کیا۔ کہ میں تجھے یہاں سے نہ نکالوں گا۔ لڑکے نے غرور سے کہا "دیکھا میرا کمال؟" یہ کہنا تھا۔ کہ ستار کا ایک

تار ٹوٹ گیا + لڑکے نے بازار سے ویسا ہی تار منگوایا۔ مگر کہیں نہ ملا۔ آخر اس نے تین تاروں سے ستار بجانا شروع کیا ؛

ایک دن شہزادے نے لڑکے سے کہا۔ کہ "کبھی اپنی بہن سے بھی مل آیا کرو"۔ لڑکے نے جواب دیا "میرے جیسے گا لے بجانے والے کو کسی کی کیا پروا"۔ فوراً دوسرا تار بھی ٹوٹ گیا + اتنے میں اس کی بہن خود ہی اس سے ملنے آگئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ "بھائی یہ ستار کو کیا ہوا"؟ لڑکے نے جواب دیا "میرے جیسا ستار بجانے والا دو تاروں سے بھی بجا سکتا ہے"۔ یہ کہنا تھا۔ کہ دونوں رہے سہے تار بھی ٹوٹ گئے + پھر تو اُسے بہت رنج ہوا اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگا ؛

تھوڑی دیر رو دھو کر اسے خیال آیا۔ کہ پھر اسی پہاڑی پر پری سے کہوں۔ شاید اُسے رحم آجائے + یہ سوچ کر وہ وہاں پہنچا۔ رویا پیٹا۔ پری نکلی۔ اور کہنے لگی۔ "بس اب مجھے نہ ستاؤ۔ پہلے کی طرح گا بجا کر روٹی کماؤ" ؛

آخر لڑکے نے کچھ پیسے کسی لوہار کو دے کر معمولی تار اپنے ستار پر چڑھوا لئے۔ اپنے کپڑے ایک گڈریئے سے جا کر بدل لئے۔ اور پھر ستار بجا بجا کر بھیک مانگنے لگا ؛

ایک دن اُسے اپنی بہن کا خیال آیا۔ شہر میں گیا + تو معلوم ہوا۔ کہ بادشاہ مر چکا ہے۔ شہزادہ بادشاہی کر رہا ہے۔ بہن محل سے نکال دی گئی ہے۔ اور شہر سے باہر ایک جھونپڑی میں رہتی ہے + وہاں پہنچا۔ تو بہن رو رو

کر کہنے لگی "بھائی شہزادے نے ناراض ہو کر مجھے محل سے نکال دیا۔ اب میں یہاں اکیلی پڑی رہتی ہوں۔ کوئی پوچھتا تک نہیں"۔
لڑکے کو بہت رنج ہوا۔ آخر دونوں اُٹھ کر پھر اسی پہاڑی پر آئے۔ اور رونے پیٹنے۔ چیخنے چلانے لگے۔ تو پری ندی سے نکلی۔ اور پوچھا "اب کیا کہتے ہو؟ دونوں نے کہا "ہمارا اس دنیا میں کوئی نہیں۔ ماں باپ ہوتے۔ تو ہم ہر طرح آرام سے رہتے۔ اب تم ہمیں پھر ایک دفعہ کسی دوسرے کے گھر میں پیدا کر دو۔ کہ ہمیں نئے ماں باپ مل جائیں۔ جو ہم سے محبّت کریں"۔
پری نے ان دونوں پر ہاتھ پھیرا اور کہا "تمہاری مراد پوری ہوگی"۔ پھر وہ دونوں ستار سمیت اُسی گڈریئے کے ہاں پیدا ہوئے۔ جس سے لڑکے نے کپڑے بدلے تھے۔ اس کے بعد وہ دونوں آرام سے دُنیا میں زندگی بسر کرتے رہے۔

چار ہوشیار بھائی

ایک غریب آدمی کے چار بچّے تھے۔ اس نے ان سے کہا۔ کہ پیارے بچّو۔ میرے پاس کچھ نہیں۔ جو تمہیں دوں۔ تم گھر سے نکلو۔ اور اپنی اپنی

قسمت آزمانے جاؤ + چاروں بھائی یہ سُن کر غمگین ہوئے۔ مگر آخر سفر کی تیاری کی۔ اور ضروری سامان لے کر رخصت ہوئے + تھوڑی دور تک وہ اکٹھے گئے + آگے چل کر ایک چوراہہ ملا + یہاں چاروں نے جُدا جُدا راستہ لیا + رخصت ہوتے وقت بڑے بھائی نے کہا۔ اب ہم جُدا ہوتے ہیں آج سے ایک سال کے بعد ہم چاروں کو پھر اسی جگہ جمع ہونا چاہیئے + ہم میں سے جو شخص یہاں پہلے پہنچے۔ وہ دوسروں کی راہ دیکھے +

یہ کہہ کر انہوں نے اپنی اپنی راہ لی + سب سے بڑے بھائی کو راہ میں ایک شخص ملا۔ اس نے پوچھا۔ کیوں میاں تم کہاں جاتے ہو۔ اور کس کام کو جاتے ہو؟" لڑکے نے جواب دیا" پردیس میں کمانے اور قسمت آزمانے کو چلا ہوں۔ اور چاہتا ہوں۔ کہ کوئی ہُنر سیکھوں۔ جس سے روٹی کما کھاؤں"+ مسافر نے کہا۔ کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں چوری کا ہُنر سکھاؤں گا اور ایسا ہوشیار چالاک آدمی بنا دوں گا۔ کہ شاید ہی کوئی تمہاری برابری کر سکے "+

لڑکے نے کہا" چوری تو اچھا کام نہیں ہے۔ سخت بدنامی کی بات ہے۔ چور ہمیشہ قید ہوتے۔ اور سُولی پر لٹکائے جاتے ہیں "+

مسافر نے کہا" اوہ تم قید اور پھانسی سے ڈرتے ہو؟ میں تمہیں چوری کی وہ ترکیبیں اور حکمتیں سکھاؤں گا۔ کہ کوئی شخص کبھی تمہیں نہ پکڑ سکے گا + غرض اس شخص نے اس نوجوان کو بہلا پھُسلا کر چوری سیکھنے پر راضی کر

لیا۔ اور تھوڑے دنوں میں ہی اُس ہنر میں اُسے طاق کر دیا + جس چیز کو وہ لینا چاہتا۔ سو پہروں اور تالوں میں سے بھی صاف اُڑا لاتا تھا +

دوسرے بھائی کو بھی اسی طرح راہ میں ایک مسافر ملا۔ اس نے بھی وہی بات پوچھی۔ کہ کیوں میاں کدھر چلے۔ اور کس کام کو چلے ہو؟ جوان نے کہا۔ چلا تو کھانے کمانے کو ہوں۔ مگر ابھی تک یہ فیصلہ نہیں کیا۔ کہ کھانے کمانے کے لئے کیا کام سیکھوں گا؟ مسافر نے کہا " میں نجومی ہوں تم میرے ساتھ چلو۔ میں تمہیں نجوم کا علم سکھاؤں۔ اور اس میں کامل بناؤں گا۔ یہ بڑی عزت کا کام ہے۔ اور نہایت نیک نامی کی بات ہے + دنیا کے پردہ پر کوئی چیز تم سے چھپی نہ رہے گی +

جوان کو مسافر کی یہ بات بہت پسند آئی۔ وہ اس کے ساتھ ہو لیا۔ اور تھوڑے دنوں میں کامل نجومی بن گیا + جب وہ اپنے اُستاد سے رخصت ہونے لگا۔ تو اس نے اپنے شاگرد کو ایک شیشہ دیا + یہ شیشہ اس حکمت سے بنا تھا۔ کہ اس میں دنیا کی ہر ایک چیز دکھائی دیتی تھی۔ کوئی چیز اس سے چھپی نہیں رہ سکتی تھی + نوجوان نے اُستاد کا یہ تحفہ بہت پسند کیا۔ اور وہ لے کر رخصت ہُوا +

تیسرے بھائی کو راہ میں ایک شکاری ملا۔ وہ اسے اپنے ساتھ لے گیا۔ اور اسے بڑا ہنرور شکاری بنا دیا۔ اس کا نشانہ کبھی بھی نہیں چوکتا تھا + اس شکاری نے اپنے شاگرد کو رخصت کرتے وقت ایک تیر کمان

دیا۔ اور کہا۔ کہ اس کمان کا تیر کبھی خالی نہ جائے گا۔

چھوٹے بھائی کو ایک درزی ملا۔ اور اس نے اسے درزی کا کام سیکھنے کو کہا۔ لڑکے نے جواب دیا۔ کہ صبح سے شام تک گھٹنے پہ گھٹنا رکھ کر بیٹھنا۔ اور ٹانکے پہ ٹانکا مارنا۔ تو سخت مصیبت کا کام ہے۔ مجھ سے کبھی نہیں ہو سکے گا۔

درزی نے جواب دیا "میرے ہاں سلائی کا یہ ڈھنگ نہیں ہے تم میرے ساتھ آؤ۔ اور سیکھ کر دیکھو۔ میں کیسا آسان ڈھنگ بتاتا۔ اور تمہیں کس خوبی سے کام سکھاتا ہوں" آخر اس نوجوان نے اس کا کہا منظور کر لیا۔ اور اس کے ساتھ رہ کر درزی کا کام سیکھنے لگا۔ لڑکا بہت ہوشیار اور محنتی تھا۔ تھوڑے ہی دنوں میں کام سیکھ گیا۔ اور استاد سے رخصت ہونے لگا۔ استاد نے چلتے وقت اسے اپنی نشانی ایک سوئی دی۔ اس سوئی میں یہ خوبی تھی۔ کہ نرم سے نرم اور سخت سے سخت چیز کو اس سے سی سکتے تھے۔ اور ٹانکے ایسے مہین ہوتے تھے۔ کیا مجال ہ جو سیون نظر آئے۔

پورے ایک سال کے بعد چاروں بھائی اسی چوراہے پر پھر ملے اور وہاں سے مل کر خوشی خوشی گھر کو روانہ ہوئے۔ گھر پہنچ کر باپ کو اپنا اپنا حال سنایا۔ اور جو جو ہنر سیکھا تھا۔ وہ بتایا۔

تھوڑے دنوں کے بعد جب وہ اپنے گھر کے آگے ایک درخت کے

نیچے بیٹھے تھے۔ تو ان کے باپ نے کہا۔ کہ آج میں تمہارا امتحان لیتا ہوں
یہ کہہ کر اس نے سب سے اوّل اپنے نجومی بیٹے سے کہا۔ کہ بیٹا دیکھو۔ اس
درخت کی چوٹی پر وہ چیل کا گھونسلا ہے۔ بھلا یہ تو بتاؤ۔ کہ اس میں کتنے
انڈے ہیں؟

نجومی جوان نے اپنا شیشہ نکالا۔ اور اس میں دیکھ کر کہا۔ ابّا جان
اس گھونسلے میں پانچ انڈے ہیں ؛

باپ نے اب سب سے بڑے بیٹے سے کہا۔ کہ بیٹا اب تم اپنا ہُنر
دکھاؤ۔ ان انڈوں کو چیل سے رہی ہے۔ تم ایسی ترکیب سے انہیں
اُڑا لاؤ۔ کہ چیل کو خبر تک نہ ہو ؛

لڑکا فوراً اوپر چڑھا۔ اور اپنے ہُنر سے انڈوں کو چیل کے پیٹ
کے نیچے سے نکال لایا۔ اور چیل کو خبر تک نہ ہوئی ؛

اب باپ نے پانچوں انڈے اس ترکیب سے میز پر رکھے۔ کہ ایک
تیر سے ان کا نشانہ نہ ہو سکے۔ اور کہا اب ایسا نشانہ لگا کر دکھاؤ۔ کہ
ایک وار میں پانچوں ایک ایک کے دو دو ہو جائیں ؛

شکاری جوان نے کمان اُٹھا تیر چلایا۔ اور جیسا باپ نے کہا تھا۔
ایک ایک کو دو دو کر دکھایا ؛

اب سب سے چھوٹے بیٹے کی باری آئی۔ باپ نے اس سے کہا۔ کہ
لو بیٹا اب تم اپنا ہُنر دکھاؤ۔ اور ان کو سی کر ثابت انڈے بنا دو ؛ چھوٹے

لڑکے نے اپنی سوئی نکالی۔ اور اُن دو دو ٹکڑوں کو اس خوبی سے ملاکر سیا۔ کہ سلائی کا نام نشان نظر نہ آتا تھا ؛

باپ نے اب پھر اپنے بڑے بیٹے سے کہا۔ کہ جس طرح ان انڈوں کو تم گھونسلے میں سے لائے تھے۔ اسی طرح ان کو دوبارہ چیل کے نیچے رکھ آؤ + بیٹا انڈے لے کر فوراً درخت پر چڑھا۔ اور جس طرح باپ نے کہا تھا۔ اسی طرح انڈوں کو چیل کے نیچے جا رکھا۔ اور چیل کو خبر تک نہ ہوئی + وہ اسی طرح بیٹھی ہوئی انہیں سیتی رہی ؛

تھوڑے دنوں بعد انڈے تڑخے۔ اور ان میں سے چُوں چُوں کرتے صحیح سالم بچّے نکلے۔ البتہ ان کی گردنوں میں جہاں سلائی کی گئی تھی۔ ایک لال سی دھاری تھی ؛

باپ چاروں بیٹوں کے ہُنر کا امتحان لے کر بہت خوش ہُوا۔ اور بولا بیٹو شاباش۔ تم نے اپنا وقت فضول نہیں کھویا ؛

اس بات کو بہت دن نہیں ہوئے تھے۔ کہ ملک میں شور پڑا۔ کہ بادشاہ کی بیٹی کو کوئی عجیب غریب جانور اُٹھا کر لے گیا ہے۔ اور شاہی خاندان میں سخت ماتم برپا ہے + بادشاہ نے یہ بھی اشتہار دیا۔ کہ جو شخص شہزادی کو اس جانور سے زندہ چھُڑا لائے۔ اس کی شادی اسی شہزادی سے کر دی جائے گی ؛

جب چاروں بھائیوں نے یہ خبر سُنی۔ تو اُنہوں نے کہا۔ کہ ہمیں اس

کام میں ضرور کوشش کرنی چاہئے۔ اس سے ملک میں ہماری بہت نیک نامی ہوگی۔ اور بادشاہ ہماری بہت عزت کرے گا۔ جس سے آگے کو ہمیں سیکڑوں فائدے حاصل ہو سکتے ہیں ؂

نجومی بھائی نے کہا۔ کہ اس میں سب سے پہلے میرا کام ہے۔ مجھے پتہ لگانا چاہئے کہ وہ شاہزادی کہاں ہے ؛ یہ کہہ کر اس نے اپنا شیشہ نکالا۔ اور اس میں دھیان سے نظر دوڑائی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ وہ شہزادی سمندر میں ایک چٹان پر بیٹھی ہے۔ اور جو جانور اسے اُڑا کر لے گیا ہے۔ وہ بھی پاس بیٹھا اس کی چوکسی کر رہا ہے ؂

تب وہ نجومی بادشاہ کے پاس دوڑا گیا۔ اور شہزادی کا حال بتا کر یہ کہا۔ کہ مجھے ایک کشتی اور ملاح دو۔ کہ میں اپنے بھائیوں سمیت وہاں جاؤں۔ اور شہزادی کو اس بلا کے پنجے سے چھڑا کر لاؤں ؂

بادشاہ نے فوراً اسے ایک بہت عمدہ مضبوط کشتی دی۔ اور نہایت کاریگر ملاح ساتھ کئے۔ اور نجومی اپنے بھائیوں سمیت اسی سمندر میں پہنچا۔ اس وقت وہ جانور شہزادی کی گود میں سر رکھے پڑا سو رہا تھا ؛ نجومی نے اپنے شکاری بھائی سے کہا۔ کہ لو بھائی اپنے ہنر سے اس جانور کو تیر کا شکار بناؤ۔ اور شہزادی کو بلا سے چھڑاؤ ؛ مگر موقع ایسا بے ڈھب تھا۔ کہ تیر چلایا جاتا۔ تو شہزادی کا بچنا مشکل ہو جاتا۔ کیونکہ اس بلا کا سر شہزادی کی گود میں تھا ؂

تیسرے بھائی نے کہا کہ میں جاتا ہوں۔ اور اپنی چوری سے۔ جسے ہنر زوری کہنا چاہئے۔ شہزادی کو اس صفائی سے اُٹھا لاتا ہوں۔ کہ جو بلا اُسے لے گئی ہے اُسے خبر تک نہ ہوگی + چنانچہ وہ گیا۔ اور ذرا سی دیر میں خدا جانے کس حکمت سے شہزادی کو کشتی میں لے آیا۔ اور پھر فوراً وہاں سے کشتی چلائی ❊

شہزادی کے جانے کے بعد وہ جانور جاگ اُٹھا۔ اور شہزادی کو پاس نہ پاکر آگ بگولا ہُوا۔ اور آندھی طوفان کی طرح اُڑا۔ اور کشتی پر آپہنچا + وہ جھپٹا مارنے ہی کو تھا۔ کہ شکاری جوان نے اپنی کمان اُٹھائی۔ اور ایک ایسا نشانے کا تیر لگایا۔ جو اس کے کلیجے کے پار ہو نکلا۔ اور وہ بلا تڑپ کر بڑے زور سے کشتی میں گری + اس میں اتنا بوجھ تھا۔ کہ اس کے گرنے سے اس کشتی کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے۔ اور اگر تھوڑی دیر اور سمندر میں یہی حال رہتا۔ تو وہ سب کے سب ڈوب جاتے ❊

مگر اب چوتھے درزی بھائی نے اپنی ہنرمندی دکھائی + اس نے کشتی کے سب تختوں کو اس کاری گری سے ملا کر سیا۔ کہ پانی کی ایک بوند بھی ان درزوں میں نہیں جا سکتی تھی + آخر بڑی خوشی اور فتح مندی سے بلا کو مار کر کشتی کو سلامتی سے کنارے پر لائے۔ اور شہزادی کو بادشاہ کی خدمت میں لے کر حاضر ہوئے۔ بادشاہ اپنی بیٹی پاتی پیاری بیٹی کو دیکھ کر کس قدر خوش ہُوا۔ اس کا بیان کرنا مشکل ہے۔ تمام ملک میں

خوشیاں منائی گئیں ؀

اب بادشاہ نے چاروں بھائیوں سے کہا۔ کہ تم آپس میں فیصلہ کر لو۔ کہ شہزادی کو اصل بچانے والا کون سا بھائی ہے۔ تاکہ وعدہ کے موافق اس سے شہزادی کی شادی کی جائے"؀

نجومی نے کہا" کہ شہزادی کو بچانے والا میں ہوں۔ کیونکہ میں نے ہی اس کا پتہ لگایا۔ کہ وہ کہاں ہے۔ اس لئے وہ میرا حق ہے"؀

دوسرا بھائی بولا" کہ خالی پتہ لگانے سے شہزادی تھوڑا ہی مل سکتی تھی۔ اس کو اس بلا سے نکال کر لانے والا تو مَیں ہوں۔ شہزادی مجھے ملنی چاہئے"؀

شکاری بھائی بولا" کہ نکال کر لے آنے سے بھی کیا ہو سکتا تھا۔ مَیں نہ ہوتا۔ تو وہ بلا شہزادی کو دوبارہ چھین کر لے جاتی۔ بلکہ تمہیں بھی ساتھ ہی مار کھاتی۔ مَیں نے اس بلا کو جان سے مار کر شہزادی کو بچایا۔ اس لئے وہ میرے سوا کسی کو نہیں ملنی چاہئے"؀

درزی بھائی بولا" کہ تم نے بے شک بلا کو مارا۔ اور شہزادی کو بچایا۔ مگر اس بلا کے گرنے سے کشتی ٹوٹ گئی تھی۔ اور مَیں اس کے تختے نہ سیتا تو شہزادی کس طرح آتی؟ شہزادی میرے سوا کسی کا بھی حق نہیں"؀

بادشاہ نے کہا۔ کہ تم چاروں میں نا اتفاقی ہے۔ اس لئے میں اس کی شادی تم چاروں میں سے کسی کے ساتھ بھی نہیں کر سکتا ہوں۔ لیکن تم چارو

بھائیوں کی محنت۔ ہُنر مندی۔ اور اَن مول خدمتوں کی قدر میرے دل میں بہت ہے۔ میں اس کا بدلہ تمہیں اَور طرح دیتا ہوں ؞

تب بادشاہ نے اپنی آدھی بادشاہت ان چاروں بھائیوں میں برابر برابر بانٹ دی۔ اور آپ اپنی پیاری بیٹی کو لے کر آدھی بادشاہت پر صبر کیا ؞

پیارے ننھے بچو۔ محنت بڑے کام کی چیز ہے۔ کون سا ہُنر ہے۔ جو اس سے حاصل نہیں ہو سکتا + نا اتفاقی بہت بُری چیز ہے۔ اگر چاروں بھائیوں میں پھوٹ نہ پڑتی۔ تو وہ بادشاہ کے رشتہ دار بن کر کتنی بڑی عزت پاتے ؞

حسد

کسی بادشاہ کے ایک لڑکی تھی۔ اس کو وہ بہت چاہتا تھا + ایک دن بادشاہ کی ملکہ چھپر کھٹ میں لیٹی ہوئی تھی + اس کی نظر چھت پر پڑی تو کیا دیکھتی ہے۔ کہ ایک چڑا اپنی پہلی چڑیا کے بچوں کو مار رہا ہے + اس کی چڑیا تھوڑے دن ہوئے مر گئی تھی۔ اور وہ دوسری چڑیا اپنے گھر لے آیا تھا ؞

کچھ دیر بعد بادشاہ آئے۔ اور ملکہ سے کہا۔ کہ" بیگم آج تم یہاں ابھی تک کیوں لیٹی ہو؟ ملکہ نے جواب دیا۔ کہ" اے بادشاہ تھوڑے دنوں کے بعد میں بیمار ہو کر مر جاؤں۔ تو تم بھی میری لڑکی کو اسی طرح مارو گے۔

جس طرح یہ چڑیا مار رہا ہے۔ بس اب سے میں سمجھ گئی۔ کہ مرد کی ذات
بڑی بے وفا ہوتی ہے"
بادشاہ نے جواب دیا۔ کہ تم بھی عجب نادان ہو۔ جانوروں اور آدمیوں
کو برابر کرتی ہو" خیر بات آئی گئی ہوئی۔ خدا کی شان۔ تھوڑے عرصے
بعد ہی ملکہ بہت بیمار رہنے لگی۔ اور کچھ دنوں بعد اس کا انتقال بھی ہو گیا+
بادشاہ کو بہت رنج ہوا+ کچھ دنوں کے بعد بادشاہ نے دوسری شادی
کر لی+ اس بیوی کے ساتھ اس کے پہلے میاں کی ایک لڑکی بھی آئی ۔
بادشاہ کی پہلی شہزادی کی شادی کی بات اور بادشاہ کے ایک شہزادے
سے ٹھہر چکی تھی۔ جب شہزادی بڑی ہوئی۔ تو بادشاہ نے اُس کے بیاہ
کی تیاری کی۔ اور خوب دھوم دھام سے برات آئی۔ جب شہزادی کو
اس کی سوتیلی ماں نہلا چکی۔ اور اُس کا سر گوندھنے لگی۔ تو کیا کیا۔ کہ
اس کے سر میں ایک جادو کی کیل چبھو دی+ اس سے شہزادی اُسی
وقت چڑیا بن گئی۔ اور اُڑ گئی+ سوتیلی ماں چاہتی تھی۔ کہ میری لڑکی کی
شادی اس شہزادے سے ہو+ جب شہزادی چڑیا بن کر اُڑ گئی۔ تو اُس
نے اپنی لڑکی کو دُلھن بنا کر وداع کر دیا+ وہ شہزادہ اس بات سے بالکل
بے خبر تھا+ وہ بیاہ کر اُسے اپنے ملک لے گیا۔
وہ چڑیا بنی ہوئی شہزادی بھی اس کے ملک میں پہنچی۔ اور اس کے
باغ میں رات کو جا کر پہلے تو خوب ہی ہنستی۔ اور پھر خوب روتی+ جب

ہنستی۔ تو اس کے مُنہ سے سونے چاندی کے پھول جھڑتے۔ اور جب روتی تو سچے موتی جھڑتے + باغ کا مالی جب صبح آتا۔ تو پھول جمع کر لیتا ۔

ایک دن مالی رات بھر جاگتا رہا۔ کہ دیکھوں کون آتا ہے + دیکھتا کیا ہے۔ ایک بہت خوب صورت چڑیا آئی + پہلے تو خوب ہنسی۔ اور بعد میں بہت روئی۔ اس مالی نے اس سے پوچھا۔ کہ "اے چڑیا۔ تو کیوں ہنسی۔ اور پھر روئی کیوں؟" اس نے کہا "یہ سبب میں تمہارے شہزادے کو بتا سکتی ہوں۔ اور کسی کو نہیں بتاؤں گی" + وہ چپکا ہو گیا ۔

ایک دن شہزادے نے مالی سے پوچھا۔ کہ تم آج کل اتنے امیر کیوں کر ہو گئے؟ اس نے کل قصہ سنایا۔ شہزادے نے کہا۔ کہ اچھا آج رات کو ہم اس باغ میں آئیں گے۔ اور دیکھیں گے + مالی نے بہت انتظام کیا + رات کو شہزادہ صاحب تشریف لائے اور تھوڑی دیر کے انتظار کے بعد چڑیا آئی۔ شہزادے نے کہا۔ کہ اے چڑیا۔ اگر میں تم کو اپنے گھر لے جاؤں۔ تو تم میرے ساتھ چلو گی؟ اس نے کہا۔ ہاں ۔

یہ کہہ کر کے شہزادے کے ہاتھ پر آ بیٹھی ۔

شہزادہ اس چڑیا کو اپنے گھر لے گیا اور اس کے لئے سونے کا پنجرا بنوایا۔ اور ہر وقت اس کی خبر رکھتا۔ ایک روز وہ چڑیا کہنے لگی + کہ ہم کو آج دریا میں نہانے کی اجازت دیں۔ اپنے نوکروں کے ساتھ اور آپ چل کر شکار کھیلیں + شہزادہ چلنے پر راضی ہو گیا + اس کو ساتھ لے

کر دریا پر پہنچا + جب چڑیا نہا چکی۔ تو شہزادہ اُس کو اپنے ہاتھ پر بٹھا کر سر سہلانے لگا + سہلاتے سہلاتے اس کا ہاتھ اس کیل پر پڑا + شہزادے نے یہ سمجھ کر کہ یہ کیا چیز لگی ہے۔ اس کو کھینچ لیا + اس کا نکلنا تھا۔ کہ وہ چڑیا بہت خوب صورت لڑکی نکل آئی + شہزادہ اُسے اپنا دوشالہ اُڑھا کر گھر لایا۔ اور علیحدہ مکان میں اُتار کر اُس سے کل حال پوچھا ؛

شہزادی نے اول سے آخر تک سارا حال صحیح صحیح بتایا + جب شہزادے کو معلوم ہُوا۔ کہ فریب سے دوسری بھونڈی شکل کی لڑکی سے اس کی شادی کر دی گئی۔ تو شہزادے کو بہت رنج ہُوا + شہزادی کو اچھے اچھے کپڑے پہنا کر محل میں لایا۔ اور اس سے پوچھا۔ کہ بتاؤ۔ اب پہلی لڑکی کو کیا سزا دوں؟ جو تم کہو۔ وہ ہی اس کے ساتھ سلوک کیا جائے؟ اس نے کہا۔ کہ میرا بیاہ تم سے ہوا ہے۔ اس سے نہیں ہُوا۔ آگے تمہیں اختیار ہے۔ جو تمہاری مرضی ہو کرو ؛

شہزادے نے اس بھونڈی شکل کی لڑکی کے ہاتھ پاؤں اور سر کاٹ کر اس کا پلاؤ اور قورما پکا کر اس کی ماں کے ہاں بھیجا + وہ بدنصیب یہ دیکھ کر بہت روئی۔ اور سمجھ گئی۔ کہ ضرور وہ چڑیا بنی ہوئی شہزادی اس تک پہنچ گئی ہے۔ اسی ہی سبب سے اُس نے میری لڑکی کو مارا ہے ؛

سچ ہے۔ برائی کا بدلہ آخر یا اوّل مل ہی جاتا ہے ؛

چاند تارا

ایک بادشاہ کے اولاد نہ ہوتی تھی + وہ بہت غمگین ہوکر دربار بند کرکے ایک رستے پر بیٹھ گیا + ایک دیو آیا۔ اور اس سے غمگین ہونے کا سبب پوچھا + اُس نے کہا "میرے اولاد نہیں ہوتی" دیو نے کہا تیرے ہاں دو بیٹے پیدا ہوں گے۔ ایک کا نام چاند رکھنا۔ دوسرے کا نام تارا" تھوڑے دن کے بعد خدا کے فضل سے اُس کے ہاں دو بیٹے پیدا ہوئے +

اُس دیو نے آکر کہا۔ کہ "جس بیٹے کا نام تارا ہے۔ وہ مجھ کو دینا اور چاند آپ لینا" بادشاہ نے پہلے چاند دکھایا۔ پھر تارا دکھایا + وہ تارا کو لے کر چلا گیا + راستے میں اُسے ایک بوڑھی عورت ملی + اُس نے کہا "کہ ذرا یہ لکڑیاں میرے سر پر رکھوا دو" دیو نے اُس لڑکے سے کہا۔ کہ "یہ لکڑیاں اُس کو اُٹھا دے" اُس نے کمان کی نوک سے لکڑیاں اُس کے سر پر رکھ دیں۔ اور آگے چل دیا +

جب دیو کے مکان پر پہنچے۔ تو دیو نے اس شہزادے سے کہا۔ کہ "یہ کڑاہ جو تپ رہا ہے۔ تم اس کے اِرد گِرد پھرو" شہزادے نے جواب دیا "پہلے تم پھر کر مجھے دکھاؤ" دیو اس کے چاروں طرف پھرنے لگا +

شہزادے نے جب دیکھا۔ کہ اس کو خوب چکر آگئے ہیں۔ تو دیو کو ایک دھکا دیا + دیو دھم سے کڑاہے کے بیچ میں جا پڑا۔ اور جل کر مر گیا ⁂

شہزادہ اس کے مکان کی کنجی ڈھونڈنے لگا + ڈھونڈتے ڈھونڈتے اس کو ایک جگہ سے کنجی ملی + جب اس نے اس مکان کا پہلا دروازہ کھولا۔ تو اس میں بہت عمدہ گھوڑا بندھا ہوا تھا۔ اس کو لے لیا + پھر دوسرا دروازہ کھولا۔ اس میں کتا بندھا ہوا تھا۔ اس کو بھی لے لیا + تیسرا دروازہ کھولا۔ اس میں بہت سے شکار کھیلنے کے اوزار تھے۔ ان کو بھی اٹھا لیا۔ اب خود گھوڑے پر سوار ہوا۔ کتا پیچھے پیچھے چلا ⁂

چلتے چلتے راستے میں ایک جگہ اس کو شیرنی کی آواز سنائی دی + اس کے پاس گیا + دیکھا۔ تو اس کے پاؤں میں کانٹا چبھا ہوا ہے + شیرنی نے اپنا پاؤں آگے کر دیا۔ اس نے دل مضبوط کر کے اس کا کانٹا نکال دیا۔ اور آگے چلنے لگا + شیرنی نے اس کو ایک بچہ ساتھ لے جانے کے لئے دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ تم کو مدد دے گا + وہ اسے لے کر آگے چلا ⁂

چلتے چلتے ایک درخت کی چھاؤں میں آرام لینے لگا + جوں ہی نگاہ اوپر اٹھائی۔ دیکھتا کیا ہے۔ کہ ایک بڑا سا سانپ درخت پر چڑھا جاتا ہے + اس درخت پر ایک پرندے کے بچے تھے۔ وہ ان کو کھانا چاہتا تھا + اس نے فوراً تلوار نکالی۔ اور درخت پر چڑھ کر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے گھونسلے میں رکھ دیا۔ اور سو رہا ⁂

جب بچّوں کے ماں باپ آئے۔ سانپ کو مرا دیکھ کر بچّوں سے پوچھنے لگے "اس کو کس نے مارا ہے؟ بچّوں نے کہا۔ کہ جو آدمی درخت کے نیچے سویا ہے۔ اُس نے مارا ہے" جب پرندے نے اُس آدمی کو دیکھا۔ تو اس پر دھوپ پڑ رہی تھی۔ اُس نے جلدی سے اپنے پر پھیلا لئے۔ اور دھوپ کو اس پر نہ پڑنے دیا + جب وہ سو کر اُٹھا۔ تو پرندے نے اُس کو ایک بچّہ دیا۔ اور کہا۔ کہ یہ تیرا مددگار ہوگا + وہ اس کو لے کر آگے چل دیا +

چلتے چلتے راستے میں اُسے ایک چرواہا مِلا + اُس نے کہا "تو میرے ساتھ لڑتا ہے؟ اُس نے کہا "ہاں لڑتا ہوں + وہ دونوں لڑنے لگے۔ پہلا داؤ چرواہے نے لگایا + اس نے شہزادے کو پکڑ کر آدھا زمین میں دبا دیا + شہزادے نے کہا۔ اب میرا وار ہے + شہزادے نے اس کے سر کی چوٹی پکڑی۔ اور اُس کا چمڑا اُتار لیا۔ اور اُس کو زمین میں گاڑ دیا +

جب اُس کو گاڑ چکا۔ تو اُس کو خیال آیا۔ کہ اُس کے مال مویشی کہاں جائیں گے؟ آخر یہ اُس کا چمڑا پہن کر اور چرواہے کی صورت بن کر مال مویشی کو ہانک کر لے چلا +

یہ سارا حال بادشاہ کی بیٹی محل پر بیٹھی دیکھ رہی تھی + جب وہ شہر میں پہنچا۔ تو سب مال مویشی اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ ایک گائے باقی رہ گئی۔ وہ اس چرواہے کے گھر پہنچی + چرواہے کی ماں نے شہزادے

کو اپنا بیٹا جانا۔ کیونکہ اس نے اس کا چمڑہ پہن رکھا تھا + ماں نے اس سے کہا۔ "بیٹا آج اتنی دیر کیوں لگائی ؟
شہزادے نے آواز بدل کر جواب دیا + کہ آج ایک گائے کہیں کھوئی گئی تھی۔ اس کے ڈھونڈنے میں دیر ہوگئی" + پھر اس کی ماں نے اُسے بہت ساری روٹیاں دیں۔ اور کہا۔ کہ یہ کھاؤ + شہزادے نے کچھ کھائیں۔ کچھ پھینکیں۔ پھر جاکر سو گیا ٭
جب صبح ہوئی۔ تو اس شہزادی نے جس نے یہ حال دیکھا تھا۔ یہ اشتہار دیا۔ کہ سب لوگ بادشاہی محل کے آگے حاضر ہوں شہزادی ایک آدمی پسند کرے گی۔ اور اسی کے ساتھ اپنا بیاہ کرے گی + اس شہزادے نے یہ حال سُنا۔ تو وہ بھی گیا + جب سب آدمی اکٹھے ہوگئے تو شہزادی نے اُسی شہزادے کو پسند کیا۔ اور اُس سے بیاہ کر لیا ٭
بادشاہ نے اُس سے کہا۔ تیرا یہی کام ہے۔ کہ ہر روز دربار میں آکر سلام کیا کر۔ شہزادے نے اِسی طرح حکم مانا + ایک روز شہزادے نے بادشاہ کو سلام کر کے کہا۔ "آج میں شکار کھیلنے کو جاتا ہوں" + بادشاہ نے کہا۔ "اچھا جاؤ۔ مگر تین طرف شکار کھیلنا۔ چوتھی طرف نہ جانا۔" جب شہزادہ تین طرف شکار کھیل چکا۔ تو اُس نے دل میں سوچا۔ کہ بھلا آج چوتھی طرف تو جاکر دیکھوں۔ اس طرف کیا ہے ؟ جب وہ چوتھی طرف گیا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ سامنے ایک بُڑھیا دوڑی آرہی ہے + وہ آکر

کہنے لگی۔ آج میرے ہاں آرام کیجئے۔ شہزادے نے اس کی بات منظور کر لی۔ اور گھوڑے سے اُتر کر نیچے بیٹھ گیا۔

وہ بڑھیا جادوگرنی تھی۔ اس نے اس کے سر میں جادو کی ایک سوئی چبھو دی۔ شہزادہ دُنبہ بن گیا۔ بڑھیا نے اُسے کھونٹے سے باندھ دیا۔ اور اس کا گھوڑا اور سب مال خود لے لیا۔

تھوڑے دنوں کے بعد تارا کے بھائی چاند کو اس حال کی خبر ہو گئی۔ وہ لڑائی کی تیاری کر کے گھوڑے پر سوار ہو جادوگرنی کے گھر آ پہنچا۔ جادوگرنی نے اپنا بہت زور لگایا۔ مگر چاند کے آگے ایک جادو نہ چلا۔ چاند تلوار سونت کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ کہ شریر عورت جلد میرے پیارے بھائی کو حاضر کر۔ نہیں تو تجھ کو ابھی جان سے مارے ڈالتا ہوں۔

بڑھیا نے جلدی اس کے سر میں سے سوئی نکال دی۔ وہ جھٹ تارا شہزادہ بن گیا۔ دونوں بچھڑے ہوئے بھائی خوب گلے ملے۔

چاند نے سوچا۔ کہ یہ شریر عورت کسی اور کو دُکھ دے گی۔ اس کی صفائی کر دینی اچھی ہے۔ ایک تلوار مار کر ککڑی کی طرح اس کی گردن اُڑا دی۔

دونوں بھائی تھوڑے دن مل کر رہے۔ پھر چاند نے اپنے بھائی کو اس کی سسرال پہنچا دیا۔ اور وہ وہاں آرام سے رہنے لگا۔

پیارے بچو۔ تمہیں بھی ہر ایک دُکھی آدمی کو مدد دینی چاہئے۔ اور اپنے بھائی کے لئے جان تک قربان کرنے کے لئے تیار ہو جانا چاہئے۔

سوئیوں والے سوداگر بچے کی کہانی

ایک شہزادی اور ایک وزیر کی لڑکی روز اُستاد کے پاس سبق پڑھنے آیا کرتی تھیں۔ وزیرزادی اُستاد کو سلام کر کے چاندی کا ٹکہ پیش کرتی۔ اور شہزادی سونے کا۔ مگر اُستاد وزیرزادی کو ہمیشہ شاباش دیا کرتا تھا اور شہزادی کو سدا بدبخت کہتا۔ شہزادی اس ملامت کے فکر میں ہمیشہ غمگین اور رنجیدہ رہا کرتی۔ ایک دن اُس کی ماں نے پوچھا۔ کہ بچی کیا بات ہے۔ کہ تو ہمیشہ اُداس اور غمگین رہتی ہے؟

پہلے تو شہزادی نے چھپانا چاہا۔ مگر جب ماں نے پوچھنے پر بہت زور دیا۔ تو اُس نے اُستاد والا سارا حال کہہ سُنایا۔ اُس کی ماں کو بہت رنج ہوا۔ اور اُس نے شہزادی کے اُستاد کو بُلا کر اس بات کی کیفیت پُوچھی۔ اُستاد نے جواب دیا۔ کہ مجھے کسی طرح معلوم ہوا ہے۔ کہ اس لڑکی پر بہت بھاری بوجھ آنے والا ہے۔ اور یہ بہت مدّت تک آپ سے جُدا ہو جائے گی۔ جب اس کے ماں باپ نے یہ بات سُنی۔ تو وہ بھی بہت فکرمند ہوئے۔ لیکن کیا کر سکتے تھے؟ ناچار سفر کے ارادے سے شہزادی کو لے کر وہ کسی مُلک کو چل نکلے۔ جاتے جاتے راستے میں ایک جگہ اُن کو بڑی زور کی پیاس لگی۔ اِدھر اُدھر پھرے۔ تو اُن کو جنگل میں دُور ایک

عالی شان محل نظر آیا + وہ اس کی طرف گئے - اور اندر داخل ہوکر سب نے
پانی پیا - اور باہر نکل آئے + لیکن جب شہزادی پانی پی کر واپس ہٹی - اور
پھاٹک سے نکلنے لگی - تو وہ پھاٹک کے لوہے کے کواڑ خود بخود بند ہو گئے
اس کے ماں باپ نے بہتیری کوشش کی - کہ کسی طرح اُن کی دروازوں کو
توڑ کر شہزادی کو باہر نکالیں - مگر کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی + ناچار یہ کئی دن
کے بعد مایوس ہوکر اور لڑکی کو چھوڑ کر چلے گئے +

لڑکی پہلے تو بہت روتی چلاتی رہی - مگر بعد میں صبر کر کے بیٹھ گئی +
بیٹھی بیٹھی جب تھک گئی - تو اندر گئی + اندر جا کر کیا دیکھتی ہے - کہ
ایک بڑا لمبا چوڑا باغ ہے + ہر قسم کے پھولوں اور پھلوں سے آراستہ
ہے - اور اُس کے بیچوں بیچ ایک بارہ دری ہے - نہایت ہی پُرتکلف اور
دلکشا + گویا ایک عجائب خانہ بنا ہے - کہ دنیا کی ہر طرح کی چیزوں سے سجا ہے +
ایک طرف اس میں سیج بچھی ہوئی ہے - اور ایک خوب صورت آدمی
دوشالہ تانے بے ہوش پڑا ہے + جھک کر دیکھا - تو معلوم ہوا - کہ سارے
بدن میں سوئیاں ہی سوئیاں چبھ رہی ہیں + یہ دیکھتے ہی شہزادی
سوئیاں نکالنے لگی - جب آدھے بدن کی سوئیاں نکال ڈالیں - تو
ایک شخص نے باہر سے آواز دی - کہ بردہ ہے بردہ بکاؤ!

شہزادی باہر گئی - اور اُسے خرید لیا - اور سوچا کہ ایک سے بھلے دو
ہیں - آخر کچھ تو غم غلط ہوگا + پھر اپنے کام پر آ لگی + اور لونڈی سے

سارا پچھلا حال بیان کرنا شروع کیا۔ جس طرح اپنے غم کو بہلاتی رہی
جب سوئیاں نکالتے نکالتے تھک گئی۔ اور صرف دو آنکھوں کی سوئیاں
باقی رہ گئیں۔ تب باندی۔ شہزادی کو بانی بنا دیا۔ اور آپ نہانے جا بیٹھی
اور اس سے کہا۔ جانو کپڑے نکال + باندی نے یہ موقع غنیمت جانا
اور باقی دو سوئیاں جھٹ پٹ نکال ڈالیں +

ان دو سوئیوں کا نکلنا تھا۔ کہ وہ سوداگر بچہ جو سچ مچ بے ہوش پڑا
تھا۔ الا اللہ کہکر اٹھ بیٹھا۔ اور یہ باندی جلدی سے زرق برق کپڑے پہنکر
کر سوداگر بچے کے پاس آ بیٹھی جب اس نے آنکھ کھولی۔ تو باندی کو
پاس بیٹھے دیکھا۔ وہ اس کی محبت دلسوزی اور ہمدردی دیکھ کر
بہت حیران ہوا۔ اور اس کو بھی اس سے بہت محبت ہو گئی +

جب شاہزادی حمام سے نکلی۔ تو باندی اسے اپنے میلے کپڑے پہنا
لائی۔ اور اس سے ہر طرح کی خدمت لینی شروع کی + شہزادی بیچاری
قسمت سے لاچار تھی۔ اسی پر شاکر رہتی + وہ دن بھر کا کام کاج کر کے
شام کو ایک کوٹھڑی میں پڑ رہا کرتی +

ایک دن بادشاہ کو جو اپنی بیٹی کا کچھ خیال آیا۔ تو ایک خواجہ سرا
کو اس کے حال پوچھنے کے لئے جنگل میں بھیجا + وہ اسی جگہ آیا۔ اور
شہزادی کا حال پوچھا + اس نے کہا۔ کہ خدا کا شکر ہے۔ کہ میں بہت
اچھی ہوں۔ افسوس میں یہاں سے نکل نہیں سکتی۔ مجھے یہاں اپنے ماں

باپ کی جدائی کے سوا اَور کوئی تکلیف بھی نہیں + صرف میری پٹاری جو
محل میں رہ گئی ہے۔ اس کی ضرورت ہے۔ وہ دے جاؤ" + خواجہ سرا
واپس بادشاہ کے پاس گیا۔ اور سارا حال بیان کرکے اُس کا پیغام
جو پٹاری کے واسطے تھا۔ سُنایا + بادشاہ نے وہ پٹاری بھجوادی +

یہ پٹاری جادو کی تھی + بچپن میں جب شہزادی کا دل اُداس ہوتا۔
تو وہ اُس میں طلسمات کی سَیر دیکھا کرتی تھی۔ اور اُس سے دل خوش کیا
کرتی تھی + اب وہ پٹاری شہزادی کے پاس پہنچ گئی۔ تو جب اُس کو
اپنے کام کاج سے فرصت ملتی۔ اس پٹاری سے اپنا دل بہلایا کرتی +

ایک دن سوداگر بچہؐ آدھی رات کو کسی کام کے لئے اُٹھا۔ تو کیا
دیکھتا ہے۔ کہ اس کی کوٹھڑی میں عجب بجلی کی سی روشنی ہو رہی ہے +
اس نے کواڑوں میں سے جھانکا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ اس کے سامنے
پریوں کا اکھاڑا جما ہُوا ہے۔ اور بادشاہی دربار لگ رہا ہے۔ اور
یہ کبھی کبھی اپنے حال پر خیال کرکے کہتی ہے۔ کہ "جو باندی تھی۔ سو
بیوی ہوئی۔ جو بیوی تھی۔ سو باندی ہوئی" +

سوداگر بچہؐ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ فوراً دروازہ کھٹکھٹایا + شہزادی
نے جلدی سے جلسہ برخاست کیا۔ اور سامان سمیٹ کر پھر اس پٹاری
میں بھر دیا۔ اور ڈرتے ڈرتے کُنڈی کھولی + سوداگر بچہؐ نے پوچھا۔ کہ
"یہ کیا معاملہ ہے۔ اور جب اس کا تمام حال اوّل سے لے کر آخر تک

سُنا۔ تو بہت شرمندہ ہُوا۔ اسی وقت اس مکّار باندی کو جو فریب سے بیوی بن گئی تھی۔ ٹھوکتے تیروں سے مروا ڈالا۔ اور شہزادی کو نہلا دُھلا کر اچھے اچھے کپڑے پہنائے اور اس محل کی ملکہ بنایا + پھر اس سے شادی کر کے وہ دونوں اس باغ میں رہنے سہنے لگے ۴

مینڈک اور شہزادی

پرانے زمانے میں ایک بادشاہ تھا۔ اس کی بہت سی بیٹیاں تھیں۔ مگر سب سے چھوٹی بیٹی بڑی لڑکیوں سے بہت خوب صورت تھی + ساری ولایت میں اس جیسی خوب صورت لڑکی کوئی نہ تھی + بادشاہ کے محل کے نزدیک ایک بہت بڑے گھنے جنگل میں ایک گہرا کنواں تھا۔ بادشاہ کی سب سے چھوٹی بیٹی گرمیوں میں اکثر اس کوئیں پر جایا کرتی تھی + جس وقت بےکار بیٹھنے سے اُکتا جاتی۔ تو جیب میں سے ایک سونے کی گیند نکال کر کھیلا کرتی ۴

ایک دن وہ گیند کو اُچھال رہی تھی۔ کہ ایکا ایکی گیند کوئیں میں گر کر اس کی نظروں سے غائب ہو گئی + لڑکی کو بہت غم ہُوا۔ اور وہ زار زار رونے لگی + اتنے میں اُس کو یہ آواز آئی "چھوٹی شہزادی! آپ کیوں

روتی ہیں؟ آپ کا ایسا درد سے رونا تو پتھر کو بھی موم کرتا ہے" شہزادی نے اِدھر اُدھر دیکھا۔ تو اُسے ایک مینڈک پانی میں سے نکلتا ہوا دکھائی دیا۔ وہی مینڈک بول رہا تھا۔ شہزادی نے اس سے کہا" اے ننھے جانور! میری سُنہری گیند کوئیں میں گر گئی ہے۔ اس لئے میں رو رہی ہوں" مینڈک نے کہا۔ آپ صبر کریں۔ اور بتائیں۔ اگر میں آپ کی واپس لا دوں۔ تو آپ مجھے کیا دیں گی؟" شہزادی نے کہا" پیارے مینڈک جو کچھ تم کہو۔ میں دوں گی۔ اپنے کپڑے اور ہیرے جواہرات بلکہ اپنا سُنہری تاج بھی اس کے بدلے میں تمہیں دینے کو تیار ہوں"

مینڈک۔ نہیں ان چیزوں کی مجھے کچھ پروا نہیں۔ میں یہ باتیں چاہتا ہوں۔ کہ آپ ہمیشہ مجھ سے محبّت کریں۔ اور میرے ساتھ ہی کھیلا کریں۔ اور آپ مجھے اپنے ساتھ سُنہری برتنوں میں کھانا کھانے دیں اور اپنے کھانے کی میز پر اپنے ساتھ بیٹھنے دیں۔ اور اپنے ریشمی بستر کے پائنتی سونے دیں۔ اگر آپ کو یہ سب باتیں منظور ہیں۔ تو میں آپ کی گیند کوئیں کی تہ میں سے ابھی نکال کر لا دیتا ہوں۔

شہزادی۔ ہاں بیشک مجھے سب منظور ہے۔ اگر تم میری گیند لا دو۔ تو اس سے بھی زیادہ جو مانگو۔ تمہیں دوں گی۔

یہ کہہ کر شہزادی دل میں سوچنے لگی۔ یہ مینڈک تمام دن سب

مینڈکوں کے ساتھ پانی میں رہتا ہے۔ پھر میرے ساتھ کس طرح رہ سکتا ہے؟ عجب بے عقل ہے! مینڈک جھٹ کنوئیں میں کود گیا۔ فوراً گیند منہ میں پکڑ لایا۔ اور لا کے زمین پر رکھ دی + شہزادی اپنی گیند لے کر خوش خوش اپنے محل کو روانہ ہوئی۔ تو پیچھے سے مینڈک نے آواز دی "ٹھیرو ٹھیرو۔ شہزادی! مجھے اپنے ساتھ لے چلو۔ میں آپ کی طرح اتنا تیز نہیں دوڑ سکتا" شہزادی نے اس کی پروا نہ کی۔ وہ محل میں چلی گئی اور جو وعدہ مینڈک سے کیا تھا۔ سب بھول گئی۔ مینڈک بیچارہ پھر پھدک کر کنوئیں میں چلا گیا۔

دوسرے دن مینڈک پھدکتا پھدکتا محل کے دروازے پر پہنچا۔ اور نہایت ہی دھیمی آواز سے دستک دے کر کہنے لگا "چھوٹی شہزادی دروازہ کھولو" اس وقت شہزادی بادشاہ اور کنبے کے سب لوگوں کے ساتھ کھانا کھا رہی تھی + جب شہزادی نے آ کر مینڈک کو دیکھا۔ تو فوراً دروازہ بند کر کے اندر بھاگ گئی + بادشاہ نے اپنی چھوٹی بیٹی کو دروازے کے پاس سے گھبرا کر واپس آتے دیکھا۔ اور پوچھا۔ "میری بیٹی ایسی پریشان کیوں ہو؟ کیا دروازے پر کوئی بھوت ہے جو تمہیں اٹھا لے جانا چاہتا ہے؟" شہزادی نے کہا "نہیں بھوت نہیں بلکہ ایک گندا مینڈک ہے۔ کل جب میں کوئیں کے پاس اپنی سنہری گیند سے کھیل رہی تھی۔ میری گیند کوئیں میں گر گئی۔ اور اس مینڈک نے

مجھے گیند نکال کر دی تھی۔ اور اس نے مجھ سے وعدہ لے لیا تھا۔ کہ وہ ہمیشہ میرے پاس رہے گا۔ اور میں اسے پیار کروں گی۔ مجھے یہ خیال بھی نہ تھا۔ کہ وہ کوئیں میں سے نکل سکے گا۔ اب وہ دروازے پر کھڑا ہے۔ اور اندر آنا چاہتا ہے" اتنے میں پھر ایک نرم سی آواز آئی۔ "بادشاہ کی چھوٹی بیٹی! دروازہ کھولو۔ کیا تمہیں اپنا کل کا وعدہ یاد نہیں رہا"

یہ سُن کر بادشاہ نے کہا "بیٹی تم اپنا وعدہ پورا کرو۔ اور جا کر دروازہ کھول دو" شہزادی نے فوراً جا کر دروازہ کھول دیا۔ مینڈک اندر آیا۔ اسے میز پر کھانے کے لئے بٹھایا گیا۔ مگر شہزادی نے نفرت سے کھانا چھوڑ دیا۔ اور وہ دل میں سخت ناراض ہو رہی تھی۔ جب مینڈک پیٹ بھر کر کھا چکا۔ اور شہزادی کے سنہرے پیالے میں پانی بھی پی چکا۔ تو کہنے لگا۔ کہ "چلو شہزادی! اب اپنا ریشمی بستر بچھاؤ۔ اور مجھے اپنی پائنتی لٹا دو" یہ سُن کر شہزادی رونے لگی۔ بادشاہ نے کہا "بیٹی اپنا وعدہ پورا کرو" شہزادی نے نفرت سے مینڈک کو دونوں انگلیوں سے پکڑا اور اپنے کمرے میں لے جا کر اسے زور سے زمین پر پٹک دیا۔ اور کہنے لگی۔ جا موئے۔ دفع ہو! وہ زمین پر گرتے ہی ایک خوب صورت نوجوان شہزادہ بن گیا۔ شہزادی یہ دیکھ کر حیران رہ گئی۔ اور اس نے شہزادی کو بتایا۔ کہ "میں بھی شہزادہ تھا۔ مگر ایک عورت نے مجھ پر

جادو کر دیا تھا۔ خدا کا شکر ہے۔ کہ تمہارے ہاتھوں میری خلاصی ہوئی اور میں تمہارا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں"۔ کچھ عرصے کے بعد انہوں نے شادی کر لی۔ اور نہایت خوشی سے زندگی بسر کرنے لگے ×

تیس مار خاں

ایک دفعہ تیس مار خاں کسی جنگل میں پھر رہا تھا۔ راستے میں زمین پر ایک ٹوٹے ہوئے آئینے کا ٹکڑا پڑا تھا۔ اچانک اس کی نظر اس ٹکڑے پر جا پڑی۔ اس نے اس ٹکڑے کو اٹھا لیا۔ اور آگے بڑھا۔ تھوڑی دور چل کر تیس مار خاں نے پیچھے مڑ کر جو دیکھا۔ تو ایک خون خوار بھیڑیا بہت دور پر دکھائی دیا۔ وہ اسی کی طرف دوڑا چلا آتا تھا + اب تو تیس مار خاں کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ اور اس نے بے تحاشا بھاگنا شروع کیا۔ بھاگم بھاگ راہ میں ایک بہت بڑا پیپل کا پیڑ آیا۔ وہ جلدی جلدی اس پر چڑھنے لگا۔ اور سب سے اونچے ٹہنے پر چڑھ گیا + اتنے میں بھیڑیا بھی پہنچ گیا۔ اس نے لالچ بھری نگاہوں سے درخت کے نیچے کھڑے ہو کر تیس مار خاں کی طرف دیکھا۔ اور کہا "کم بخت موت کے ہاتھوں سے بچ کر تو کہاں جا سکتا ہے؟ افسوس میں نے تجھے گنوا دیا۔ مگر سن لے

اب تیری جان کی خیر نہیں۔ جس درخت پر تو بیٹھا ہے۔ اس میں ایک سَو دیووں کا ڈیرا ہے۔ وہ اب کوئی دم میں آیا چاہتے ہیں"۔

یہ کہہ کر بھیڑیا تو چلتا بنا۔ اور تیس مار خاں ابھی سوچ ہی رہا تھا۔ کہ اب کیا کروں۔ کہ ایک دفعہ ہی اُسے بہت سا شور و غل سنائی دیا۔ اور تھوڑی ہی دیر کے بعد اُس نے دیکھا۔ کہ ایک بہت بڑا جمگھٹ دیووں کا جس میں سَو دیو تھے۔ اُسے کوستا اور گالیاں دیتا ہُوا چلا آرہا ہے+ دیو بہت جھنجھلاتے تھے۔ اور کہتے تھے۔ کہ یہ ہمارے رہنے کی جگہ ہے۔ یہاں آدمی کا گزر کیوں ہُوا۔ اس کم بدبخت آدمی نے ہمارے رہنے کے مقام کو ناپاک اور گندہ کر دیا ہے۔ اسے سخت سزا دینی چاہئے۔ بلکہ اس کو تکّا بوٹی کر کے کھا جانا بہت بہتر ہے"۔

یہ سُن کر تیس مار خاں کے رہے سہے ہوش حواس بھی جاتے رہے۔ اور وہ بہت گھبرایا+ مگر جلدی ہی اس کے چہرے پر کچھ خوشی کے نشان ظاہر ہوئے۔ اور وہ مُسکراہٹ کے ساتھ چلّایا "کیا خوب ایک ہی جگہ سَو ہاتھ آئے۔ مَیں ہرگز ایسے اچھّے موقع کو ہاتھ سے جانے نہیں دوں گا"۔

دیو اس کی اس بات کا کچھ مطلب نہ سمجھے۔ اور اُنہوں نے تعجّب سے دریافت کیا۔ کہ "اس سے تمہارا کیا مطلب ہے۔ صاف صاف کہو"۔

تیس مار خاں نے جواب دیا۔ کہ "مَیں ایک دلیر بہادر لشکر تیار کرنا چاہتا ہوں۔ جس سے مَیں ایک بہت بڑے بادشاہ کے ساتھ لڑائی لڑوں گا+

اس لشکر کے لئے مجھے ایک سَو ایک دیو درکار تھے۔ جن میں سے اب تک
مَیں نے ایک سَو دیو تو پکڑ لئے ہیں۔ اور انہیں ایک ننھی سی جگہ میں قید کر رکھا
ہے۔ اب صرف ایک اور دیو کی ضرورت تھی۔ لیکن جب خدا نے گھر بیٹھے
بہت سے دیو دلا دیئے۔ تو مجھے لینے میں کیا انکار ہے؟
دیو بولے "بالکل جھوٹ۔ بالکل جھوٹ۔ بھلا کوئی آدم زاد بھی دیو
پکڑ سکتا ہے؟ اس کا کیا ثبوت؟
تیس مار خاں نے اسی جھوٹے سے آئینے کا ٹکڑا نکال کر دکھایا۔ اور
کہا۔ کہ "دیکھو اسی میں میرے دیو قید ہیں۔ اعتبار نہ ہو۔ تو آؤ اس میں
جھانک کر دیکھ لو۔ تم میں سے ہر ایک کو یہ ایک دیو دکھائی دے گا"۔
یہ سن کر اُن میں سے ایک ایک دیو باری باری آگے آتا۔ اور اپنی
ہی شکل کو آئینہ میں دیکھ کر حیران ہوتا تھا۔
غرض اسی طرح جب سب دیکھ چکے۔ تو وہ ڈرے۔ کہ یہ شخص تو
ضرور کوئی جادوگر ہے۔ کہیں ہمیں بھی قید نہ کر لے۔ یہ سوچ کر سب کے
سب وہاں سے پتہ توڑ بھاگے۔ اور تیس مار خاں اپنی جان سلامت
لے کر خوش خوش گھر لوٹے۔
ننھے بچو۔ تیس مار خاں نے صرف ایک آئینے کے ٹکڑے سے کیسا
فائدہ اُٹھایا۔ اگرچہ اس کو اپنی جان بچانے کے لئے کچھ جھوٹ بھی کہنا پڑا
لیکن اس کی عقلمندی اور اَوسان ٹھکانے رکھنا کتنی تعریف کی بات ہے۔